تعارف وتذکرہ

سید بابا ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

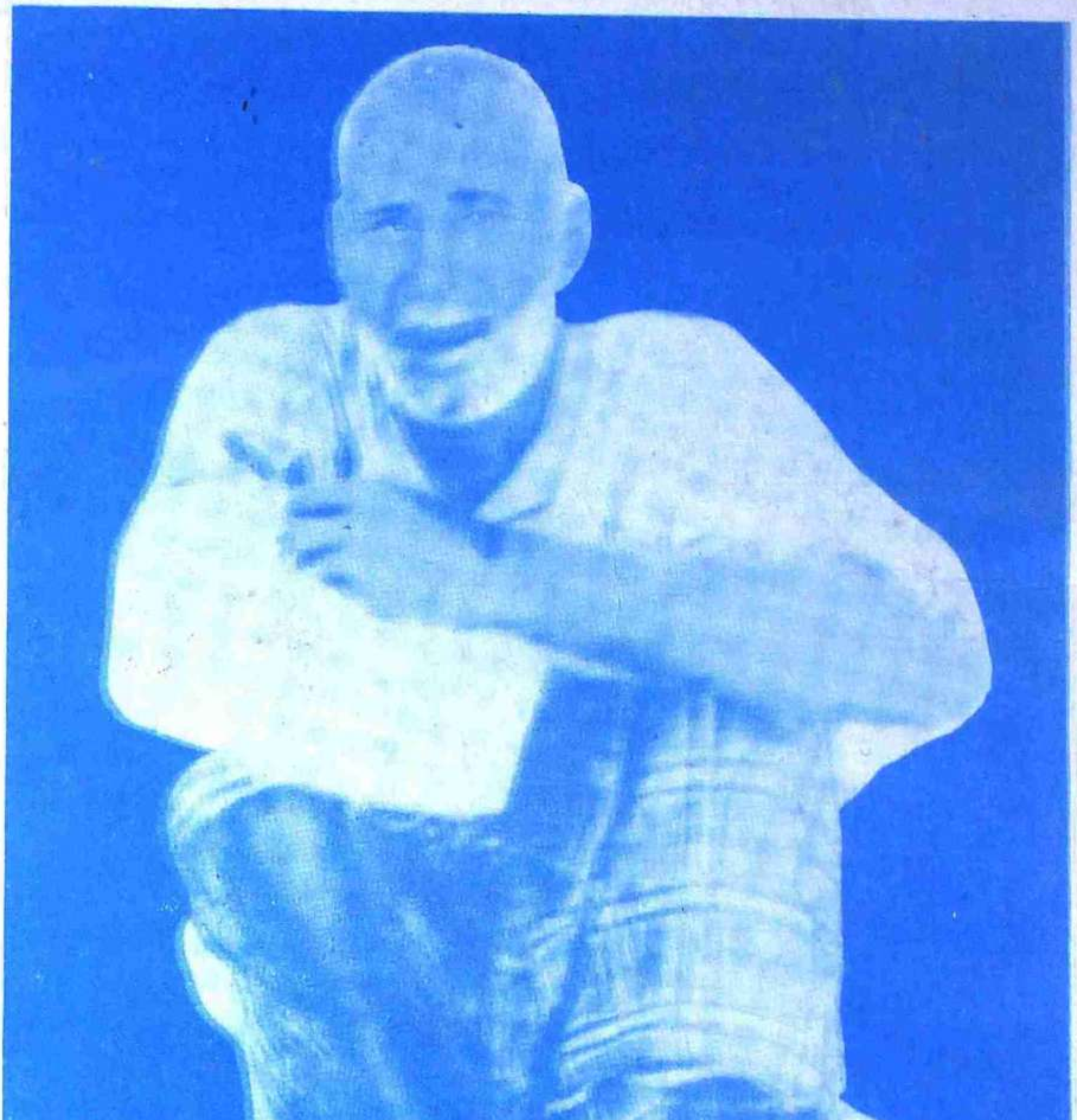

حضرت بابا ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حب ریور روڈ نیول کالونی کراچی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طہ
۱۱۰

تعارف اور تذکرہ

حضرت مست سید ولایت علی شاہ قلندر باب

علی پور سادات

سرگودھ

پنجاب

از

محمود نظامانی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	تعارف و تذکرہ بہشت سید ولائیت علی شاہ قلندر
تصنیف	....	محمود نظامی
خصوصی تعاون	....	عزیز احمد ہاشمی صاحب
اشاعت	....	اگست ۱۹۹۵ء
تعداد	....	۱۰۰۰ (ایک ہزار)
کمپوزنگ	....	عالمز گرافکس (2634661)
ترتیب کتابت	....	محمد ضیاء الدین
ہدیہ	....	۱۵ روپیہ

جو نیک کام میں خرچ کیئے جائیں گے

*****

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۱-	کتاب کے متعلق	۱
۲-	شکر گذار	۳
۳-	گذارش	۴
۴-	حمدِ باری تعالیٰ	۵
۵-	الف- نعت شریف	۶
	ب- اللہ کو یاد کرنا	۹
۶-	سلمان فارسیؓ کا ارشاد	۱۰
۷-	قصد نمبر۲	۱۵
۸-	سدی کا بیان	۱۷
۹-	**مسجد**	
	۱- مسجد کی پاکیزگی اور احترام	۱۸
	۲- مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۱۹
	۳- مسجد سے باہر نکلنے کی دعا	۱۹
	۴- مسجد کے آداب	۲۰
۱۰-	**نماز کی شان**	۲۱
	۱- نماز	۲۲
	۲- یوم جمعہ	۲۲
	۳- فضائل جمعہ	۲۳
	۴- جمعہ کا غسل	۲۴
	۵- جمعہ کے دن آنحضرتؐ پر درود	۲۴

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
	۶- جمعہ اور جمعرات کی رات	۲۵
۱۱-	اللہ کے دوست	۲۷
	۱- نظام الدین اولیاء کا واقعہ	۲۸
	۲- اللہ کے دوست کی حجت	۲۹
۱۲-	مقام اولیاء	۳۰
۱۳-	اولیاء اللہ کے طریقہ کار	۳۲
۱۴-	اولیاء اللہ کی شناخت	۳۵
۱۵-	تعارف کتاب	۳۶
۱۶-	بابا کے لیاری میں آنے کا سبب	۳۷
۱۷-	حضرت مست سید ولایت علی شاہ قلندرؒ	۴۲
۱۸-	سوانح حیات	۴۳
۱۹-	نام نسب	۴۳
۲۰-	ولادت	
۲۱-	حضرت سید محمد شاہ کی اولاد	۴۴
۲۲-	شجرہ نسب	۴۴
۲۳-	آپ کا بچپن	۴۵
۲۴-	آپ کے بچپن کا واقعہ	۴۶
۲۵-	بغیر بیل کے کنواں چل پڑا	۴۷
۲۶-	سیر و سیاحت	۴۸
۲۷-	سندھ میں آمد	۴۹
۲۸-	آپ کی پہلی کرامت	۴۹

صفحہ	فہرست	نمبر شمار
۵۰	غلام فاطمہ کی عقیدتمندی	۲۹۔
۵۰	وہ عقیدتمند کیسے ہوئی ؟	۳۰۔
۵۱	آستانہ غریب شاہ کے علاقہ میں	۳۱۔
۵۲	بابا کا روحانی و اخلاقی کارنامہ	۳۲۔
۵۳	کراچی کے مزارات کی کی حالت	۳۳۔
۵۴	آستانہ لیمارکیٹ کے علاقہ میں	۳۴۔
۵۵	دعا قبول ہوگئی (واقعہ نمبر۱)	۳۵۔
۵۵	آگ کا اثر نہ ہونا (واقعہ نمبر۲)	۳۶۔
۵۶	اکبر بلوچ کی بد نصیبی (واقعہ نمبر۳)	۳۷۔
۵۷	بابا کا غصّہ	۳۸۔
۵۷	چشم دید واقعہ	۳۹۔
۵۸	لباس	۴۰۔
۵۹	چشم دید واقعہ	۴۱۔
۵۹	رہن سہن کا طریقہ	۴۲۔
۶۰	شوق اور عادات	۴۳۔
۶۰	ذوق سماع	۴۴۔
۶۱	کرامات اور کشف	۴۵۔
۶۲	کرامات	۴۶۔
۶۲	آپ دل کی بات جان لیتے تھے (واقعہ نمبر۱)	۴۷۔
۶۳	پرندوں پر رحم (واقعہ نمبر۲)	۴۸۔
۶۴	ایک عجیب دلچسپ واقعہ	۴۹۔

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۵۰۔	لوگوں کی نظروں سے روپوش ہونا	۶۵
۵۱۔	بابا کا جلال	۶۶
۵۲۔	سانپ کی بابا سے عقیدتمندی	۶۷
۵۳۔	قبر کے بارے میں پیشین گوئی	۶۸
۵۴۔	وصال	۶۸
۵۵۔	تدفین	۶۹
۵۶۔	مزار مبارک	۶۹
۵۷۔	شبیہ مبارک	۶۹
۵۸۔	عرس مبارک	۷۰
۵۹۔	خانقاہ کے اندر	۷۰
۶۰۔	چندہ	۷۱
۶۱۔	وصال کے بعد کی کرامات	۷۲
۶۲۔	ایک عجیب واقعہ	۷۲
۶۳۔	مزار پر مختلف لوگوں سے ملاقات اور واقعات	۷۳
۶۴۔	جناب شیر محمد صاحب سے ملاقات	۷۳
۶۵۔	جناب رانا صاحب	۷۳
۶۶۔	دعا قبول ہوگئی	۷۴
۶۷۔	بم کا نہ پھٹنا	۷۵
۶۸۔	افسران کے تبادلے	۷۵
۶۹۔	سجادہ نشین	۷۶
۷۰۔	لنگر کا انتظام	۷۷
۷۱۔	دُعائیں	۸۰

کتاب کے متعلق

تیری زندگی تاریک ہے اگر علم نہ ہو
علم بے سود ہے اگر محبت نہ ہو

تذکرہ شاہ یقیق بابا[1] اور جلالی بابا[2] لکھنے کے بعد میرا ارادہ تھا کہ کچھ دن سکون سے اپنا وقت مطالعہ میں صرف کروں گا۔ لیکن یہ میرے دوست مجھے کہاں چین سے بیٹھنے دیتے ہیں۔ ان دوستوں میں خاص طور پر جناب سید اظہر الحسن بلگرامی اور جناب محمد عرفان میاں جی اور جناب مگن میسوری یہ ایک غیر مسلم ہے لیکن بابا کے عقیدتمندوں میں سے ہے جو میرے بہترین ساتھیوں میں سے ہیں۔ مجھے مجبور کیا کہ میں حضرت مست سیّد ولایت علی شاہ قلندرؒ پر کچھ لکھوں ، ان دوستوں کے اصرار پر حضرت سیّد ولایت علی شاہ پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا اور اس پر کام کرنا شروع کیا۔ لیکن میرے لئے بابا کے حالات زندگی سے متعلق تفصیلات حاصل کرنا مشکل کام تھا۔ اس پر میں نے ایک روز جناب مگن صاحب سے بات کی تو انہوں نے اپنے ایک دوست منظور صاحب سے بات کی تو انہوں نے اپنے ایک دوست

جناب شیر محمد صاحب سے ملاقات کروائی میں نے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے واقعی بابا کو دنیا سے پردہ کئے ۲۸ سال ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کی زندگی سے متعلق کسی نے اب تک کچھ بھی نہیں لکھا۔ اس لئے اس پر کام کرنا چاہیئے تاکہ زائرین و مریدین بابا ولایت علی شاہ مرحوم کے حالات سے واقف ہو سکیں۔

جناب شیر محمد نے تہہ دل سے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور اس سلسلہ میں انہوں نے میری ملاقات جناب حضرت سید ریاض علی شاہ صاحب ، سجادہ نشین دربار شریف حضرت مست ولایت علی شاہ قلندر سے کرائی جنہوں نے تذکرہ سید ولایت علی شاہ مرتب کرنے میں ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ اس پر میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔

چنانچہ میں نے اللہ کی ذات بابرکات پر بھروسہ کرتے ہوئے تذکرہ ولایت علی شاہ پر لکھنا شروع کردیا۔

از مؤلف محمود نظامانی

شکر گذار

اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں ان تمام دوستوں کا شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کے لکھنے میں میری مدد کی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا خصوصاً میں جناب حضرت ریاض علی شاہ صاحب کا شکر گذار اور احسان مند ہوں۔ جنہوں نے بابا ولائیت کے شجرہ نسب خصوصاً بچپن کے حالات معمولات اور کمالات کے سلسلے میں معلومات بہم پہنچائیں۔ اگر آپ کا تعاون نہ حاصل ہوتا تو بابا کے مریدوں اور عقید تمندوں کا ہاتھ میں یہ کتاب نہ ہوتی۔ اور وہ بابا کے حالاتِ زندگی سے ناواقف ہوتے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ

"فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے"

از مؤلف محمود نظامانی

گذارش

آخر میں یہ عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس کتاب کی خوبیوں کا تعلق ہے۔ میں انہیں اس بزرگ کا تصرف سمجھتا ہوں۔ جن کا تذکرہ اس کتاب کی زیب و زینت ہے۔

اس کتاب میں جملوں کی بندش۔ طرز بیاں اور الفاظ کی غلطیاں بھی شاید ہونگی۔ امید ہے کہ قارئین اس کو درگذر فرمائیں گے۔ جیسا کہ میں کوئی باقاعدہ مصنف یا قلمکار نہیں بلکہ حقیت تو یہ ہے کہ میں اردو زبان پر نہ گفتار میں قدرت رکھتا ہوں اور نہ تحریر میں۔

شکریہ

از مولف محمود نظامانی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ

تری تسبیح ہے عالم میں صبح و شام یا اللہ
تیری توصیف ہے کون و مکان میں عام یا اللہ

حیات و موت ہے ہر انس و جاہ کی تیری قبضہ میں
جلانا، مارنا سب کو ہے تیرا کام یا اللہ

مسلماں ہو کہ ہو کافر، منافق ہو کہ ہو مُشرک
زمانے پر ہے یکساں تیرا فیض عام یا اللہ

سہارا بے سہاروں کو ہے بیشک تیری رحمت کا
مٹاتا ہے تو بندوں کے غم و آلام یا اللہ

بنا کر رحمتِ عالم شمِ ابرار کو بھیجا
جہاں والوں کو بخشا تو نے یہ انعام یا اللہ

(صابری براری)

نعت شریف ﷺ

پیدا ہوئے مصطفٰے صلِ علیٰ محمدؐ
آئی ہے عرش سے صدا صلِ علیٰ محمدؐ

آپ ہیں فخرِ انبیاء آپ ہیں خاصہ خدا
رب نے کہا ہے ھل اتی صلِ علیٰ محمدؐ

امیؐ لقب ہے آپ کا علم عجیب ہے آپ کا
رب ہے حضور آپ کا اصل علیٰ محمدؐ

دکھ سے نجات پائے گا سید جاجناں میں جائیگا
نزع میں جس نے پڑھ لیا صلِ علیٰ محمدؐ

صابرِ نیمجاں کو ہو نزع میں دید مصطفٰے
دل سے بلند ہو صدا صلِ علیٰ محمدؐ

(صابر برادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہر حمد و ثناء کے لائق اسی کی ذات ہے۔ جو خالق کائنات اور مالک ارض و سماں ہے ہر کتاب کا آغاز اس کے بابرکت نام سے کیا جاتا ہے، اور اسی کے ذکر سے ہر گفتگوں شروع کی جاتی ہے، اسی کی حمد و ثناء کے ساتھ بہشت والے بہشت میں اللہ کا انعام حاصل کریں گے۔

وہ ہر مرض میں مکمل شفا دیتا ہے۔ ہر سختی، مصیبت، غم، فکر اور خوشی کے موقعہ ہر اسی کی بارگاہ عالیہ میں ہاتھ اٹھاکر دعا کی جاتی ہے۔ اسے پکارنے والا خواہ کسی بھی زبان میں پکارے سنتا ہے، عاجزوں کی دعا قبول کرتا ہے، ہر شے عطا کرنے والا بھی وہی ہے، اس لئے ہر تعریف اور شکرے کا مستحق بھی وہی ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم دکھائی اور اس پر گامزن کیا اور آخرت میں وہی سزا و جزا پر

قدرت رکھتا ہے، اور تمام دنیا اور زمانہ ختم ہونے کے بعد وہی ذات رہے گی۔

لیکن اللہ اور آخرت کا یہ علم انسان کی زندگی کی ابتدا اور انتہا کا تعیّن کرتا ہے۔ انہی دونوں کو سمودیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے ان حد درجہ جامع الفاظ میں۔

اِنّا للّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(البقرہ)

یعنی "ہم اللہ ہی کے ہیں اسی کے پاس سے آئے ہیں اور اس کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے۔"

(ایم نظامانی)

اللہ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ " اے ایمان والو ! تم کثرت سے مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں یاد کروں۔ میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔ "

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ تم مجھے عبادت کے ذریعے یاد کرو اور میں تمہیں اپنی مدد کے ذریعے یاد کروں گا۔ جیسا کہ فرمایا

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْ فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

" جو لوگ میرے راستے کی تلاش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ دکھا دیتے ہیں۔ "

ابن کسان نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " مجھے شکر کے ساتھ یاد کرو، میں تمہیں کثرت نعمت کے ساتھ یاد کروں گا۔ "
اور " اگر تم شکر کرو تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔ "

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اے ایمان والو! تم ظاہرو باطن میں مجھے یاد کرو۔ میں بھی تمہیں ظاہرو باطن میں یاد کروں گا۔ "

یعنی جس طرح تم مجھے یاد کرو گے اسی طرح میں تم کو یاد

رکھوں گا۔ یعنی جس طرح کوئی بندہ، میری گمان کرتا ہے۔ میں بھی اس سے ویسے ہی قریب ہوں۔ بندہ جس طرح چاہے، گمان کرے میں بھی ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ اگر کوئی دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں، جو ایک بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہوجاتا ہوں۔ جو ایک گز میرے قریب آتا ہے میں شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوجاتا ہوں، جو چل کر میرے پاس آتا میں دوڑ کر اس کے پاس جاتا ہوں، بشرطیکہ وہ کسی کو میرے ساتھ شریک نہ بنائے۔

سلمان فارسیؓ کا ارشاد

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص خوشی کی حالت میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ جب وہ بعدازاں کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو فرشتے اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں اس کی سفارش کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اس کے برعکس جس نے خدا کو کبھی نہیں یاد کیا ہو، جب مصیبت کے وقت یاد کرتا ہے، تو فرشتے اس کی سفارش نہیں کرتے مثلاً جیسا کہ فرعون کے قصہ میں ہے کہ اللہ نے کئی عذاب نازل کیے۔ اور کئی بار فرعون نے جھوٹے وعدے کئے۔ اور جب عذاب ٹل جاتا تھا تو خدا کا نام لینا چھوڑ دیتا تھا۔ پھر جب

کبھی حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اس کا وعدہ یاد دلاتا تو وہ پھر اپنے وعدے کو بھول جاتا تھا۔

ایک بار پھر اللہ نے اس قوم پر عذاب نازل کیا۔ وہ یہ کہ مشرق سے گرم ہوا کے جھونکے چلے اور جھنڈ کی جھنڈیاں بستی میں گھس آئیں۔ جنھوں نے پوری زمین کو ڈھانپ لیا۔ کھیتوں میں کھڑی تمام فصلیں کھاگئیں۔ اور سبزے کا نام و نشان مٹا دیا۔ یہ آفت دیکھ کر فرعون نے حضرت موسیٰ کو پھر بلُوایا اور اس کے خدا سے شفاعت چاہی۔ اس نے حضرت موسیٰ سے کہا میں واقعی گناہ گار ہوں اب کی بار مجھے اپنے خدا سے معافی کروا دے، میں اب وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنا وعدہ نبھانے میں تاخیر نہیں کروں گا۔ اور بنی اسرائیل کو یہاں سے جانے کی اجازت بھی دے دوں گا۔

فرعون کو یقین تھا کہ اگر موسیٰ کی قوم کو آزادی نہ دی گئی تو یہ رات دوبارہ بھی آجائے گی۔ اور ہم بھی مرجائیں گے۔ اس نے یہ بہتر سمجھا اور حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو اپنی ظلمت سے آزاد کیا اور مصر سے جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی اپنے جانوروں کو لے کر شہر سے سکات تک پیدل ہی پہنچے تھے۔ ابھی آپ کا قافلہ منزل تک نہیں پہنچا تھا اور ابھی سفر پر ہی تھے کہ قلزم کے کنارے فرعون اور

اس کے کچھ لوگ آپ کے تعاقب میں نکل آئے اور آپ کو تلاش کرلیا۔ اور ان کے پیچھے فرعون بھی تھا۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوگئے اور دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی۔ اے موسیٰ اپنی لاٹھی سمندر میں مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا، آپ نے اپنی لاٹھی سمندر میں ماری تو اس کا پانی کٹ گیا اور دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور قلزم کے بیچ میں خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کا قافلہ قلزم کے پار جا اُترے۔

فرعون نے جب یہ دیکھا تو اپنے آدمیوں سے کہا یہ سب میرا ہی کرشمہ ہے۔ لہٰذا اب تم اسی راستے سے اس پار اُتر کر انہیں پکڑلو۔

جب فرعون اور اس کے آدمی قلزم کے بیچ سمندر میں پہنچے تو قلزم کا پانی آپس میں مل گیا اور تیزی سے بہنے لگا۔ اور وہ سب کے سب قلزم میں غرق ہونے لگے تو فرعون نے جب اپنی موت کو قریب دیکھا تو چلا اُٹھا کہ "اے موسیٰ میں تیرے خدا پر ایمان لاتا ہوں، میری کوئی خدائی نہیں خدائی صرف موسیٰ کے خدا کی ہے۔" لیکن پہلی بات تو یہ تھی کہ سچا ایمان نہ تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ مصیبت کے وقت سے پہلے توبہ کرلیتا تو کوئی فائدہ بھی ہوتا۔ کیونکہ جب اقرار کا وقت تھا تو انکار کرتا رہا۔ دھوکہ دیتا رہا، چنانچہ فرعون

کی اس چیخ و پکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ " اب تیرے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

برعکس اس کے حضرت یونس علیہ السلام کو جب روم کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی دوران ان کے دوست نوکر چاکر سب جدا ہوگئے۔ آپ نے اپنی بیوی اور دو بچوں کو ساتھ لیا اور منزل پر منزل طے کرتے رہے۔ ایک موقع پر جب انہیں حاجت محسوس ہوئی تو انہوں نے اپنی بیوی اور دو لڑکوں کو درخت کے نیچے کھڑا کیا اور خود رفعِ حاجت کے لئے چلے گئے۔ اسی دوران بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس جانب آنکلا۔ اس کی نظر جو آپ کی خوبصورت زوجہ محترمہ پر پڑی تو وہ جبراً انہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور بچوں کو روتا بلکتا وہیں چھوڑ گیا۔ جب حضرت یونس واپس تشریف لائے اور انہیں صورتحال کا معلوم ہوا ، تو وہ سمجھ گئے کہ ان پر عذاب الٰہی آیا ہے۔ چنانچہ اس مصیبت کو آپ نے صبروشکر سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے ایک بچے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا اور دوسرا بچہ ندی میں گر گیا ، اس طرح آپ دونوں بیٹوں سے بھی محروم ہوگئے۔

آپ نے اس مصیبت پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا ، پھر جب آپ ندی کے پار پہنچے تو وہاں ایک مسافر بردار بحری جہاز میں سوار ہوگئے ، مگر ابھی یہ جہاز تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اسے طوفان نے آلیا۔

تمام مسافروں میں ہلچل مچ گئی۔ جہاز کے ناخدا نے مسافروں سے کہا "یہ میرے تجربے کی بات ہے کہ جب بھی کوئی بھاگا ہوا غلام جہاز میں موجود ہوتا ہے۔ تو جہاز اس قسم کے طوفان میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اس وقت جہاز میں جو بھی بھاگا ہوا غلام ہے خود بخود اُتر جائے ورنہ اس کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہوجائیں گی۔"

اس موقع پر حضرت یونس نے اٹھ کر خود ہی دریا میں چھلانگ لگادی۔ آپ کے گرتے ہی جہاز صحیح سلامت آگے کو روانہ ہوگیا۔ اس واقعہ کے بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے۔

" اور بے شک یونس بھی پیغمبر میں سے ہیں کہ جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے اور وہاں اہلِ کشتی کے ساتھ قرع ڈالا تو ہار گئے۔" (پ ۲۳ س والصّفّت (۴۔ آیت ام ا)

جب حضرت یونسؑ پانی میں گرے تو حُسنِ اتفاق سے اس وقت ایک بڑی مچھلی اپنی خوراک کی تلاش میں تھی۔ مچھلی نے حضرت یونس کو نِگل لیا۔ اس بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا

" پھر مچھلی نے نگل لیا اور اس وقت اپنے آپ کو بہت ہی ملامت کرتے تھے۔ (آیت ۱۴۲)

پھر مچھلی کو حکم ہوا " خبردار ہم نے یونس کو تیری غذا کے واسطے نہیں بھیجا بلکہ تیرا پیٹ اس کے واسطے قیدخانہ بنادیا ہے۔"

کہتے ہیں کہ آپ سات دن یا سات ماہ تک مچھلی کے پیٹ کے اندر رہے اور پھر دریا کے کنارے پر اگل دیا۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوا

" تو ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر کھلے میدان میں ڈالدیا اور وہ تھوڑی ہی دیر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے نڈھال ہوگئے۔ اور پھر ہم نے ان پر کدو کا ایک بیلدار درخت بھی اگا دیا۔ " (پ ۲۳ س والصافات۔ (۴ آیت ۱۴۵۔۱۴۶)

پھر خدا تعالیٰ کی رحمت سے کدو کی بیل نے آپ پر چھاؤں کردی اور ایک ہرنی کو آپ کو دودھ پلانے کے لئے مقرر کیا۔ وہ روزانہ آتی اور آپ کو دودھ پلا کر چلی جاتی، پھر جب آپ کے جسم میں طاقت آگئی تو کدو کی بیل سوکھ گئی اور ہرنی نے بھی دودھ پلانا چھوڑ دیا تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے آپ کو ایک سزا ملی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی۔

قصہ نمبر ۲

کسی زمانے میں نینوا میں ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ طاقت کے بل پر ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے زمانے میں بادشاہ حدقبا کی حکومت پر حملہ بول دیا اور بہت سے بنی اسرائیلوں کو قیدی بنالیا۔ حد قبا

کے بادشاہ وقت نے آپ کی سربراہی میں اپنے کچھ آدمی نینوا بجوائے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے وہاں کے بادشاہ سے کہا " مجھے اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو فوری طور پر بنی اسرائیل کے آدمیوں کو رہا کردے ، جنہیں تو نے قیدی بنا کر لایا ہے۔" لیکن بادشاہ نے قیدیوں کو رہا کرنے سے انکار کردیا۔

اس پر حضرت یونس ؑ کو غصہ آگیا اور حضرت یونس ؑ نے دعا کی " اے باری تعالیٰ میں نے کفار کو عذابِ الٰہی سے بہت ڈرایا ہے اور پھر بھی انہوں نے انکار کردیا۔ اب انہیں میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ " اگر تم چالیس (۴۰) دن تک قیدیوں کو نہ چھوڑو گے۔ تو تم پر عذابِ الٰہی آئے گا۔ اے قادر مطلق ! اگر ان لوگوں پر عذاب نہ آیا تو میں ان کے سامنے جھوٹا ہوں اور یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔"

کچھ دنوں کے بعد حضرت یونس ؑ کی دعا سے آگ برسنا شروع ہوگئی۔ وہاں کے بادشاہ نے بے چین ہو کر آپ کو ڈھونڈا کہ قیدی آپ کے حوالے کیئے جائیں ، لیکن آپ وہ شہر چھوڑ کر روم کی جانب روانہ ہوگئے تھے۔ اب جب آپ بہت غمگین ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ دونوں نعمتیں واپس کیوں لے لیں۔ اس پر حکم ہوا۔

" اے یونس آپ آج اس قدر غمگین ہورہے ہو ، مگر ہزاروں بندگان الٰہی کے واسطے دعا کرتے وقت آپ کا دل کیوں نہ دکھا "

حضرت یونس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔
پھر اللہ کی رحمت سے انہیں اپنی زوجہ محترمہ باعزت طریقے سے اور دونوں بچے بھی زندہ سلامت واپس مل گئے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی نعمت اور آسانی کے وقت اللہ کو یاد کرے تو مصیبتوں اور بلاؤں میں اس کو اللہ یاد کرے گا۔
اللہ نے حضرت یونس کو اس لیئے معاف فرمادیا کہ وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھے۔ اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔

سدی کا بیان

سدی کا بیان ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جو خدا کو یاد کرے اور اللہ اسے اپنی رحمت سے یاد نہ کرے، جو اسے کفر سے یاد کرتا ہے خدا اسے اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ سفیان بن عبیسنہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کو ایسی چیزیں عطا کرتا ہے کہ اگر وہ چیزیں جبرائیل اور میکائیل کو عطا ہوجائیں تو انہیں ان کا بڑا اجر ملے۔ اللہ فرماتا ہے کہ

"فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ" (البقرہ ع۵)
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اے موسیٰ ! ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد کریں ، جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں ، ظالموں کے لئے میری یاد یہ ہے کہ میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔"

مسجد

مسجد کی پاکیزگی اور احترام

مسجد اللہ کا گھر ہے۔ مسجد میں کسی قسم کی ناپاکی اور ناپاکی کی حالت میں داخل ہونا ، سخت گناہ ہے۔ مسجد میں چپل کے ساتھ داخل ہونا اس کی بے حُرمتی ہے۔ مسجد میں اونچی آواز سے صرف ذکرِ الٰہی کیا جاسکتا ہے۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ کوئی مسجد کو گھر یا جائے سکونت بنا کر نہ رہے۔ صرف وہ آدمی اس میں قیام کرسکتا ہے جو مسافر ہو یا اعتکاف میں بیٹھنے والا ہو۔

سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن اور تسبیح پڑھی جائے ، کیونکہ مسجدوں کا مقصد ہی یہی ہے کہ ان میں خدا کی یاد کی جائے نماز پڑھی جائے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ مسجد میں یاد الٰہی اور نماز ہی کے لئے جائیں کسی اور کام کے لئے مسجد میں نہ جائیں۔ مسجد میں جھاڑو نکالنا ، پانی بھرنا ، صفائی کرنی چاہیے تاکہ نمازی آرام سے نماز ادا

کرسکیں یہ ثواب کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنے والا حوروں کا حق مہر ادا کرتا ہے۔"

حائضہ عورت کا بھی مسجد میں جانا ممنوع ہے۔ کیونکہ اس عورت سے مسجد آلودہ ہوتی ہے۔

چنانچہ جب بھی مسجد میں کوئی داخل ہو تو بڑے احترام کے ساتھ اندر جائے۔ یوں سوچیئے کہ گویا اللہ کے حضور میں حاضر ہو رہا ہے اور اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعاء

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

" اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے "

مسجد سے باہر نکلنے کی دعاء

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ

" اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں "

مسجد کے آداب

جمعہ کے روز مسجد میں آنے والوں کو مناسب نہیں کہ ایک دوسرے کو روندتے ہوئے داخل ہوں۔ امام یا موذن کو بھی ایسے راستے سے گذرنا چاہیئے کہ اس کے گذرنے سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو روندتا ہوا گذر رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم نے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز کیوں ادا نہیں کی۔ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! کیا آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا میں نے تجھے دیکھا کہ تو دیر سے آیا اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہوا آگے گزرتا جارہا تھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں ہمیشہ آہستہ چلنا چاہیئے اور اس طرح چلنا چاہیئے کہ کسی دوسرے کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

گھر سے مسجد کو جاتے وقت عاجزی اور بردباری اختیار کرے، دعا پڑھے، استغفار پڑھے، رسول اللہ پر درود بھیجے، گھر سے نکلنے پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی نیت کرے۔ مسجد میں اعتکاف کرنے سے لے کر واپس آنے تک اللہ کے قرب کی نیت کرے۔ ہر لغو حرکت سے باز رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کی عبادت اس

طرح کرو، گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر وہ تمہیں نظر نہیں آتا تو جان لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

نماز کی شان

نماز کی بڑی شان ہے اور اس کے تمام احکام بھی عظمت والے ہیں۔ اللہ نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عطا فرمائی پھر اکثر آیات میں سب فرائض سے قبل نماز کے لئے حکم دیا۔ اور فرمایا قرآن میں جس چیز کی تیرے پاس وحی بھیجی گئی ہے تو اسے پڑھ اور نماز قائم کر فرمایا "نماز فسق اور منکر باتوں سے باز رکھتی ہے۔ فرمایا اپنے اہل وعیال کو نماز کے لئے حکم کر اس پر ہمیشگی کر، ہم تجھ سے رزق کے بارے میں نہیں پوچھتے بلکہ تجھے رزق دیتے ہیں۔" فرمایا اے مسلمانو! تم صبر کے ساتھ عبادت کرنے اور نماز پر اللہ سے مدد مانگو۔ فرمایا اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد طلب کرو، جو لوگ صابر ہوتے ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

"جو لوگ صبر کرنے والے ہیں، خدا ان کے ساتھ ہے"

اور اللہ نے ملسمانوں سے کہا ہے کہ نیکی کرو، نماز قائم رکھو اور زکواۃ دو۔ اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے وفات کے وقت اُمت

کو نماز کی وصیت فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت بھی یہ تھی۔

نماز

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض میں سب سے بڑا فریضہ نماز ہے۔ یہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ اس کے ترک کا انجام سخت اور ہولناک ہے۔ نماز اسلام کا ایک ستون ہے۔ اسے ضائع کر دیا جائے تو نہ دین باقی رہتا ہے نہ اسلام۔

اِنّ الصّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مّوْقُوْتاً

ترجمہ :۔ بیشک نماز مومنوں پر وقت مقررہ میں فرض ہے۔

یومِ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ "اے لوگو! جب تم جمعہ کی نماز کے لئے بلائے جاؤ تو خدا کے ذکر کی طرف دوڑ کر جاؤ۔ خرید فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! جو تم زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ واحد اور لاشریک ہے، جمعہ کی نماز کے لئے دوڑے جاؤ۔ اگر اس وقت خرید و فروخت کر رہے ہو تو فوراً چھوڑ دو، کیونکہ خرید و فروخت سے نماز تمہارے لئے بہتر ہے۔

فضائل جمعہ

احادیث میں جمعہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ علماء بن عبدالرحمان نے اپنے والد سے اور ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاں کہ جس طرح جمعہ کے دن آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے، اس سے بہتر کسی اور دن میں نہیں ہوتا۔ اس روز ہر مسجد کے دروازہ پر فرشتے ان لوگوں کا ثواب لکھنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ جو جمعہ کی نماز کے لئے آتے ہیں۔ پہلے آنے والے کے لئے اونٹ کی قربانی کا ثواب اور بعد میں آنے والے کے لئے گائے کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور ذرا بعد آنے والے کے لئے بکری کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو فرشتے چلے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس دن کو پانچ برکتیں دی گئیں ہیں۔ اس دن حضرت آدم پیدا کیئے گئے۔ اسی دن زمین پر نازل ہوئے۔ اسی دن آپ نے وفات پائی۔ اس دن میں ایک ایسی ساعت رکھی گئی کہ اس میں مانگنے والی ہر دعا کو اللہ قبول فرماتا ہے، مگر حرام چیزوں کے لئے دعا قبول نہیں ہوتی، اسی دن قیامت آئے گی۔ اسی دن اللہ کے مقرب فرشتے اس سے خوف کھاتے ہیں، اس دن اللہ تعالیٰ سے آسمان اور زمین کو بھی خوف آتا ہے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن دنوں میں آفتاب نکلتا ہے ان میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت سے نکالے گئے۔ اسی دن بہشت میں داخل ہوئے۔ یہی قیامت کا دن ہوگا۔ پھر فرمایا شاید جمعہ کا دن ہے جو عرفہ کا دن مشہور ہے۔ قیامت کا دن موعود ہے۔ جیسے جمعہ کے دن آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ ایسا کسی دن میں نہیں ہوتا۔ جو مومن اس دن میں نیکی طلب کرے اسے ملتی ہے۔

(نقل غنمیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانی)

جمعہ کا غسل

ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص خود غسل کرے یا دوسرے کو کرائے پھر فوراً ہی امام کے پاس چلا جائے۔ اور کوئی کام نہ کرے اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ داؤد فرماتے ہیں کہ اس دن کا غسل واجب ہے، جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ اس دن کا غسل ہرگز نہ چھوڑے۔

جمعہ کے دن آنحضرتؐ پر درود

ابو نصر نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو۔ اس لئے جو کوئی اس دن نیک عمل کرتا ہے۔ اسے دو گنا ثواب ملتا ہے۔ اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

عبدالعزیز بن مہیب نے کہا کہ انس بن مالک ؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کردے گا۔لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ! آپ پر کس طرح درود بھیجا جائے فرمایا اس طرح

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

کمحول شامی ابی امہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر جو کثرت سے درود بھیجے گا۔ قیامت کے دن وہ میرے زیادہ قریب ہوگا۔

جمعہ اور جمعرات کی رات

حضرت حسن نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی رات میں سورۃ یٰس اور سورہ حم پڑھے تو قیامت میں بخشا ہوا اُٹھے گا۔

جو شخص ہر نماز کے بعد اس دعا کو ہمیشہ پڑھے گا۔ خصوصاً جمعہ کی نماز کے بعد تو اللہ تعالیٰ ہر خوف کی چیز سے اس کی حفاظت

کریگا۔ اس کے دشمنوں پر اس کی مدد کریگا۔ اور اس کو غنی کردیگا اور ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں اس کا خیال بھی نہ جائے اور اس کی زندگی اس پر آسان کردے گا اور اس کا قرضہ ادا کردیگا اگرچہ وہ پہاڑ کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو ادا کردے گا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

يَا اَللّٰهُ يَا اَحدُ يَا وَاحدُ يَا مَوْجُوْدُ يَا جَوَّادُ يَا بَاسطُ يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ يَا ذَا الطَّوْلِ يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيُ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَا ذُوالْجَلاَلِ وَالْاَكْرَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ نَفَحْنِيْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ تُغْنِنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآئَكُمْ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا نَصْرٌ مِنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِءُ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اكْفِنِيْ بِحَلاَلِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ O

اللہ کے دوست

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ بلند ہمت اور اپنے عزم میں پیکر استقلال لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بزدل اور گھٹیا قسم کے لوگوں کو ناپسند کرتا ہے، اور اُن لوگوں کو کبھی اپنا دوست نہیں رکھتا۔ بلند ہمتی یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی ہمت کی پروان کا رخ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی طرف کرے۔ یعنی دنیا میں اپنی خواہشات اور اپنے نفس کی مخالفت جیسی اور کوئی چیز نہیں۔ جو انسان ہمت سے اپنے نفس کی مخالفت کرکے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجائے اور اللہ اورر رسول محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اطاعت میں اس حد تک بڑھ جائے کے فنافی الرسول کے درجے تک پہنچ جائے تو اللہ اسے پھر اپنا دوست بنالیتا ہے، جب وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے، تو پھر اسے کسی قسم کا نہ کوئی خوف اور نہ کوئی دنیا کا ڈر لاحق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء ، متقی ، مومن ، صدیق کے لفظ سے حطاب کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔

"ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون O

یعنی (بلاشک اولیاء اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ ڈر)

پس آسمان والے بھی اسے دوست رکھتے ہیں ، اور اس کے بعد زمین میں اس کے لئے مقبولیت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پھر جو بھی کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرماتا ہے۔ جن کی مثال مندرجہ ذیل ہیں۔

نظام الدین اولیاء کا واقعہ

کہتے ہیں کہ حضرت معین الدین چشتی کے انتقال کے واقہ کے بعد بادشاہ غنیی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی چھوڑ کر اس کے قریب بستی غیاث میں قیام پذیر ہوگئے.جہاں آپ کی خانقاہ بھی ہے۔

نظام الدین اولیاء نے ایک بار فرمایا جب معزالدین کیقباد نے وہاں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اس وقت لوگ بڑی کثرت سے میرے پاس آنے لگے۔ یہاں تک کہ بادشاہ رئیس ، امیر سبھی لوگ میری طرف رجوع کرنے لگے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب یہاں سے بھی جانا چاہیئے۔ میں اسی خیال میں تھا کہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس ایک نازک اندام خوبصورت آدمی آیا اور اس نے یہ شعر

پڑھا۔

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

یعنی (جب آپ ماہتاب بنے تھے اس وقت یہ کیوں نہ سمجھا کہ تم دنیا کے انگشت نما بنوگے) پھر اس جوان نے کہا کہ طریقہ یہ ہے کہ اول تو مشہور ہی نہ ہونا چاہیئے ، اور اگر شہرت عام ہوجائے تو پھر اس طرح رہنا چاہیئے کہ کل کو محشر کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے ، پھر فرمایا کہ یہ قوت اور حوصلہ کی بات نہیں کہ مخلوقِ خدا سے پوشیدہ ہو کر خدا کی یاد کی جائے ، بلکہ قوت اور حوصلہ تو یہ ہے کہ مخلوقِ خدا میں رہ کر خدا کی یاد کیجائے۔ پھر میں نے اپنے دل میں عہد کرلیا کہ اب یہاں سے کسی اور جگہ نہ جاؤنگا۔ یہ سچ ہے کہ

" وہ بندہ کبھی فلاح نہ پائے گا ، جو بندوں کی رضامندی سے خدا کو ناراض کرے گا "

اللہ کے دوست کی حجت

فوائد الفوائد میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ نظام الدین ابوالمویدؒ کی بزرگی میں گفتگو ہوئی کہ ایک دفعہ بارش نہ ہوئی ، لوگ بہت پریشان

تھے۔ اناج ، گلہ ، گھاس وغیرہ کی کمی ہونے شروع ہوگئی۔ لوگوں نے سوچا یہ تو بری بات ہے اس طرح کل تو قحط بھی پڑسکتا ہے۔ پھر لوگ "شیخ نظام الدین اولیا" کو پکڑ لیا کہ دعائے باراں کیجئے ، آپ منبر پر تشریف لائے اور بارش کے لئے دعا کی۔ پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ اے اللہ اگر تونے بارش نہ برسائی تو میں اس سے پہلے کسی بھی آبادی میں نہ جاؤں گا، یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آئے ، حق تعالیٰ نے بارش رحمت فرمادی۔

مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے دوست اپنے محبوب سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ بھی ان کی دعا کیسے قبول فرماتا ہے۔

۱۔ مقام اولیاء

مخلوقات الٰہی میں انبیاء علیہم السلام کے اور اماموں کے بعد اولیائے کرام کا مرتبہ سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ یہ حضرات بمصداق آیت یحبھم ویحبونہ خدائے تعالیٰ کے سچے عاشق بھی یہ سب وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول آل بیت پر سچے دل سے ایمان لائے اور اللہ کی محبت اطاعت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ فنا فی الرسول ہوگئے اور پھر اس کے بعد فنا فی اللہ کے درجے تک پہنچ گئے۔

اللہ سے محبت کرنے والوں کو اللہ اپنا دوست اور محبوب بنا لیتا ہے۔
حضور صلی اللہ علی علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"مَن ذَکَرَ اللّٰہ احبہ اللّٰہ (کنز العمال ص ۱۱۵ ج ۳)
یعنی (جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اسے اللہ دوست رکھتا ہے)

الغرض اولیاء اللہ خواہ وہ غوث ہوں یا ابدال قلندر۔ اوتاد ہوں قطب یا ابدال۔ اختیار ہوں یا ابرار۔ نقباہ ہوں یا نجباء مکتو مان ہوں یا مفردات۔ درویش ہوں یا اللہ والے فقیر، جب تک کہ وہ ظاہراً ۔ باطناً، قولاً، فعلاً اور حالاً محمد الرسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آلِ محمدؐ متبع نہ ہوں اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دوست نہیں بناتا ہے، جب بندہ اپنی ہر چیز کو ترک کرکے اللہ کو اختیار کرتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ جل شانہ، سب چیزوں کو ترک کرکے بندے کو اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

"وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھدِیَنَّھُم سُبُلَنَا"
یعنی (جن لوگوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ میں یقیناً ہم دکھادیں گے ان کو اپنی راہ)

اور اولیاء اپنے مجاہدات دریافت کا تکمیل ارکانِ ولایت کے مطابق کرنے کے بعد مقام " لکل وجھہ ھو مولیھا " تک رسائی کے حقدار ہوجاتے ہیں۔ تو واصل حق اس طرح ہوتے ہیں کہ حقیقت

غالب آجاتی ہے۔ بشریت پر اور یہ ہی مقام فنائیت ہوتا ہے۔ اور توفیقِ الٰہی کامال و عروج حاصل کر کے ظہور من اللہ کا مقام حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ اپنے اسماء و صفات کے کمالات ان کو بطور خاص عطا فرماکہ قوتِ کرامات کے ذریعہ مربع فیضِ عام بھی بنا دیتا ہے۔

"اللہ ولی الدین امنو"

یعنی (اللہ ایمان والوں کا دوست یا ان کے قریب ہے) کی ترجمانی کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا اللہ کی ہر شے اس کے قبضے میں ہوجاتی ہے اسے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ ان کو جس طرح چاہئے خرچے، چونکہ اللہ کی رضا پر راضی ہوتا ہے، وہ اللہ کے منشاء کے مطابق اس کو دی ہوئی نعمتوں کو تقسیم کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے ولایت کا مقام بہت بلند کیا ہے۔

۲۔ اولیاء اللہ کے طریقہ کار

ہر اولیاء اللہ والے فقیر اور درویش کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا ایک جدا طریقہ ہے۔ جو یہ ہیں۔

فنتوا درویش ۔ کئی سلسلے طریقت سے منسلک ہوتے ہیں۔

لیکن آخری قلندر رُشدو پاک امام علیؑ کا دروازہ ہے۔ بعض اپنے آپ کو دنیاوی مخلوق سے بہت دور رکھتے ہیں۔ یعنی جنگلوں میں ویرانوں میں اور پہاڑوں پر یا جہاں سے منزل فقر مسیر ہوتی ہے۔ اور مقام ملتا ہے بعض کو فقرا ملنے کے باوجود بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ طاقت، عقل، علم معرفت حقیقت۔ طریقت مرشد ہر عبور حاصل کرنے کے بعد مقام فیض ملتا ہے۔ پھر بھی سخاوت تقسیم کرنا مشکل کام ہوتا ہے جو کسی کسی کا کام ہے۔ پھر ایسے حالات میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا۔ یعنی بظاہر یہ حضرات فقیر مجذوب یا مستانے کے بھیس میں نظر آتے ہیں۔

بعض اپنے آپ کو برہنہ رکھتے ہیں۔ بعض اپنے کو ایسی گندی حالت میں رکھتے ہیں کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

بعض اولیاء ظاہری طور پر تو دنیاوی امور میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن باطن دنیا سے منقطع رہتے ہیں۔

بعض سالک فقرا، دین، دنیا حقوق العباد بھی پورا کرتے ہیں۔ سب سے کٹھن منازل سالک فقرا کی ہیں۔ بنی انسان کو روحانی معراج، دین طریقت اسلام دنیاوی امور کی دلجوئی اور مشکلات دور کرتے ہیں۔

دنیا میں ظاہری زندگی میں بنی نوح انسان کو انسانیت میں ڈھالنا اور تسلیم کرانا مشکل کام ہے۔ جو خاص خاص فقراء ہی انسان کے

ساتھ گذار سکتے ہیں۔

یہ انسان بنی نوع انسان نے انبیاء مرسلین آل محمد کو نہ مان کر دکھ درد دکھ اٹھائے۔ بس فقراء ہی پر بکھری ہوئی ملت اور کافر و ملت کو راہ محبت اور گناہ سے مٹاکر سیدھا راستہ دکھاسکتے ہیں۔

نہ تخت و تاج نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

اقبال

اس لئے ان حضرات کے ظاہر حال کو دیکھ کر اعتراض اور ان کو باطن اسرار سے بحث نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالٰی نے فرمایا ہے۔

"اولیائے تحت قبائی لا یعرفہم غیری"

میرے دوست میرے دامن میں چھپے ہوئے ہیں۔ بجز میرے ان کو کوئی نہیں پہنچانتا۔ اس لئے کسی کو نظر حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اولیاء اللہ دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی خدا شناسی

اولیاء کرام جب تک کرامات کا ظاہر نہیں کرتے ان کی شناسی ممکن نہیں۔ اولیاء کرام کے نزدیک کرامات کا ظہور ایک لازمی شے ہے۔ چنانچہ ولایت کے بنیادی اور اساسی مراتب تو یہ ہوئے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنے اسماء و صافت علم و یقین و حال کے ظاہر کر کے ان کے ذریعے تاثرات و تصرفات کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔ اور اس بندے و متولی بنا دیتا ہے۔ یہ مرتبہ حقائق الٰہیہ کے ثابت ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

ولایت کی شناخت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان برگزیدہ ہستیوں کو رعایت و اعانت ہمہ وقت مقصود و منظور ہوتی ہے۔ جس کی مثال ذیل میں درج ہے

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے دورِ خلافت میں دریائے نیل نے اپنی روانی ترک کردی جس سے مخلوق میں ایک ہیجان پیدا ہوا، مگر حسبِ رواج قدیم جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا کہ ایک عورت کو سجا بنا کر دریا کی بھینٹ چڑھانے کے لئے ڈالا جاتا تھا جس کے بعد بربنائے ضعیف الاعتقادی اس قسم کی بلا ٹل جاتی تھی۔ مگر عاملِ مصر کی اطلاع پر امیر المومنین سیدنا عمرؓ نے ایک کاغذ پر تحریر کیا کہ

"اے دریا اگر تو خود بخود کھڑا ہو گیا ہے تو ہرگز اپنی رفتار

وروانی میں نہ آلیکن اگر حکم خدا سے تونے ایسا کیا ہے تو
فوراً اپنی رفتار کو اختیار کر کے روانی پیدا کر۔"

حسب ہدایت جیسے ہی یہ والا نامہ پانی میں ڈالا گیا تو دریائے نیل نے فی الفور اپنی روانی اختیار کی اور جو رفتار عموماً ہوتی ہے، وہ پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی امارت ووجاہت بظاہر دنیوی امورات سے وابستہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صفات کا مظہر بنالیا تھا، کیونکہ اس کے نزدیک ولایت ایک خاص مقام ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ دوسرے بھی ان مقامات کو جائیں۔

البتہ چند خصوصیاتِ صفاتی ان میں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ کسی بندہ سے ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ اس بندہ کو ان کمالات کا مالک بنادے تو دیکھنے والے اس میں وہ حیرت انگیز حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں جو دوسرے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور وہ ہی لوگ واصلین حق اور اولیاء اللہ میں شمار کئے جاتے ہیں، پس وہ ولی کامل ہوتا ہے جس سے کرامتیں ظاہر ہوں۔

تعارف کتاب

اس کتاب میں ولایت بابا مست قلندر کے حالات اور واقعات بیان ہوئے ہیں جو اس دنیا میں بھی بڑے دینی مرتبے پر تھے اور اس دنیا میں بھی بڑے مرتبے والے رہیں گے، یہ وہ مست قلندر ہیں جنہوں نے جیتے جی

لیاری میں رہنے والے لوگوں کی اخلاقی ، روحانی اور اسلامی زندگی کی تعلیم و تربیت میں بے مثال کردار ادا کیا۔ اور آج ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی تعلیمات عوام الناس کے لئے فیضی جاریہ ثابت ہو رہے ہیں۔ لیاری علاقہ کے ہر انسان کی ہر قسم کی مدد فرمائی۔

بابا کے لیاری میں آنے کا سبب

کہتے ہیں جب بابا نے لیاری میں قدم مبارک رکھا اس وقت یہاں کے کچھ لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ کسی بزرگ دین ، اولیاء کریم یا اللہ والے درویشوں کو مانتے ہی نہ تھے اور اگر کسی ایسے شخص سے واقف بھی تھے تو بھی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر ان کا احترام اور عزت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان سے کوئی روحانی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ وہ کسی مزار وغیرہ پر بھی نہ جاتے تھے۔ جبکہ ان دنوں بھی بڑے بڑے اللہ والے بزرگوں کے مزارت لیاری اور اس کے اطراف میں موجود تھے۔ مثلاً

۱۔ حضرت سید سلطان شاہ (منگھو پیر والے)

۲۔ حضرت سید عبداللہ شاہ غازی (کلفٹن والے)

۳۔ حضرت سید محمد شاہ بخاری (کھارا در والے)

۴۔ حضرت سید پیر چھٹن شاہ غازی (کھارا در والے)

۵۔ حضرت سید غیبن شاہ بخاری (کیماڑی والے)

۶۔ حضرت سید یوسف شاہ بخاری (منوڑے والے)

۷۔ حضرت سید علی شاہ مستانہ (لیاری)

۸۔ حضرت سید مسکین شاہ بخاری (صرافہ بازار)

۹۔ حضرت سید قاسم شاہ رحمتہ (پہاڑی والے معائچھ گوٹھ)

لیکن کچھ لیاری کے باشندوں کے دلوں میں تاریکیاں تھی، اولیاء اللہ کے لئے بدگمانیاں تھیں۔ ان حالات میں کوئی ایسا اللہ والا فقیر، درویش، بزرگ نہ تھا جو ان کے قلب میں شمع ہدایت روشن کرسکتا، ان کے ذہن اور روح میں انقلاب برپا کرنیکی ضرورت شدید تھی۔ اگر ذہن اور روح کو اخلاقیات سے نہ سنوارا جاتا تو ان کے ذہنوں پر حیوانیت، ظلم اور معصیت کا قبضہ ہوجاتا، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے، جس نے ولائیت جیسا مست قلندر لیاری کی سرزمین پر بھیجا، جنہوں نے اپنے فیض و برکات، کرامات سے ہمارے ذہن اور وح میں اخلاقی انقلاب برپا کرکے ہمارے قلوب کو اسلامی انداز فکر بخشا۔ ہمیں علم طریقت و سلوک سے آشنا کیا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم کو ایسا رہبر کامل ملا، جس نے اپنے روحانی کمالات سے ہمیں ایک اچھا انسان بنایا۔

اس پایہ کا بزرگ جو اب تو موجود نہیں ہے۔ مگراس کے

حالات سے واقف ہونے سے ذہنوں پر اب بھی وہی اثر ہوتا ہے جو اس کی صحبت سے ہوسکتا تھا۔ کیونکہ درحقیقت اس کی عدم موجدگی میں اس کی روحانی تعلیمات کا اثر ہمارے دلوں میں باقی ہے تو یہ بھی اس کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔

ابرہیم قصار:

کا قول ہے کہ دنیا میں دو چیزیں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ ایک فقیروں کی صحبت دوسرے اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی خدمت۔

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر اَست صدَ سالہ طاعت بے ریاء

ہرر کہ خواہد ہم نشی باخدا
اونشد در حضور اولیاء

اقبال

نذرانہ

ولایت علی شاہ آپ ہیں سید لسعیدہ
ہیں خدا سے آشنا رتبہ ہے عارفوں میں

مولا علی حیدر بھی ہیں آپ کے رہنما
ہے آپ کا پنجتن پاک سے بھی سلسلہ

جہاں دہائی خدا کی خدائی دیتی ہے
ہے آستانہ کے لنگر سے فیضیاب جہاں

آپ ملبوس فقیرانہ بدل کر گاہ بگاہ خدمت حدا کرتے رہے
نہ دیکھی دنیا نہ دیکھی سلطنت اتر دسیا دنیای لباس

تعریف کروں کیا عارف محبوبہ الٰہی کی
جس نے درسہ دیا محبوبہ الٰہی کا

جو آیا در روضہ مبارک پر سائل
در دولت سے خالی ہاتھ پھرتا ہی نہیں سائل

کیا بتاؤں بابا کی فردوس نظر الٰہی کی
جس پر فردوس نظر ہوئی بنا گیا خدا کا آشنا

میں گنہگار جہاں ہوں ولایت علی شاہ بابا
میری ہستی کو بھی بنا دو کیمیا

ہاں مری یہ آرزو ہے اک خطاب
مجھ کو مل جائے غلام کبریا کا

عرفان میاں جی

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ O
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط
(الاعراف، 199 - 200)

ترجمہ

درگزر کی روش اختیار کرو، بھلائی کی تلقین کرو، اور جاہلوں کے منہ نہ لگو، اور اگر (ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے) شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔

حضرت مست سید
ولائیت علی شاہ قلندر باباؒ
عرف
پان والے بابا (لیاری)

اخلاقی تعاون

مسز سعیدہ ایم نظامانی

حضرت مست سیدّ ولائیت علی شاہؒ
قلندر جدی پشتی سرکار

حضرت سید ولایت علی شاہ باعظمت ولی تھے جن کی زندگی کا بیشتر حصہ دنیا کی سیاحت میں گذرا اور اللہ نے آپ کو ایسے باطنی اسراروں سے نوازا جو بہت کم اولیاء ، کو حاصل ہوئے ہیں، آپ کی شہرت سے ہر خاص و عام واقف ہے، آپ کا مشرب قلندرانہ تھا ، سلسلہ درویشی میں یہ مقام بہت بلند تصور کیا جاتا ہے کیوں کہ قلندر کی ولایت کا ذاتی تعلق اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوتا ہے اس لئے یہ مرتبہ ولایت میں خاص مقام رکھتا ہے اور یہ بہت کم اولیاء کو حاصل ہے۔

سوانح حیات

آپ کا نام "ولایت" تھا۔ لیکن آپ کو گھر والے پیار سے ولایتا کرکے پکارتے تھے۔

نام و نسب

آپ کا اسم گرامی "سیدّ ولایت علی شاہ رحمتہ" تھا۔ والد

ماجد کا اسم گرامی سیّد محمد شاہؒ تھا۔ اور حضرت سیّد لال شاہ بادشاہ کے پوتے تھے۔ والدہ محترمہ کا نام محترمہ بادشاہ بی بی تھا۔ جوکہ بہت ہی بزرگ اور پاک دامنہ سید زادی تھیں۔ ایک بہت پایہ ناز بزرگ سیّد پہلوان شان کی نیک دختر تھیں۔

ولادت

آپ کی ولادت بروز جمعتہ المبارک ۱۹۱۰ء بوقت شام ۷ بجے علی پور سادات ، ضلع سرگودہ پنجاب میں ہوئی۔ جب آپ کے والد ماجد کو معلوم ہوا کہ آپ کے گھر میں بچے کی ولادت ہوئی ہے آپ بہت خوش ہوئے۔

حضرت سیّد محمد شاہ کی اولاد

آپ کے ہاں دو لڑکے تولد ہوئیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ سید ولایت علی شاہؒ ۲۔ سید محمد حیدر شاہؒ، لڑکی کوئی نہ تھیں۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے :۔

سید ولایت علی شاہ بن سید محمد شاہ بن سید لال شاہ بن سید

عالم شاہ بن سید حیدر شاہ بن سید یوسف بن سید صدیق شاہ بن سید روح اللہ بن حلیم شاہ بن سید محمد سمیع ن سید شجاع الملک بن سید حاجی رفیع الدین بن سید فتح شاہ بن سید عبداللہ بن سید مبارک شاہ بن سید عطا اللہ بن سید محمود احمد بن سید محمد باکر بن سید عبدالحمید بن سید محمد قاسم بن سید علی۔ سید نوح بن سید یونس بن سید اسحاق بن سید عالم بن سید جعفر بن سید علقمہ بن سید سعید بن عقیل عبداللہ بن سید احمد اول بن موسیٰ برقع بن حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام بن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا بن حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام

سید محمد شاہ

سید محمد حیدر علی شاہ — سید ولایت علی شاہ (حضرت مست قلندر)

سید محمد حیدر علی شاہ

سید ریاض علی شاہ
(موجودہ سجادہ نشین ہیں)

آپ کا بچپن

آپ کا بچپن عام بچوں سے قدر مختلف تھا۔ بچپن ہی میں

آپ کا رحجان شریعت کی طرف مائل تھا۔ وہ گاؤں کے دیگر بچوں کے ساتھ مل کر نہ کھیلتے بلکہ علٰحیدگی میں پہاڑ پر چڑھ جاتے اور کسی گوشے میں یکسو ہو کر بیٹھے رہتے۔ بعض اوقات آپ کے والد گرامی آپ کو ڈھونڈ کر لاتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔

آپ دو بھائی تھے۔ ایک آپ سے بڑے تھے۔ جن کا نام سید محمد حیدر شاہؒ تھا۔ جو سالک تھے۔ جن کی اولاد نسلی موجود ہے جس سے صاحبزادہ سیّد ریاض علی شاہ بڑے بیٹے جو موجودہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ چھوٹے تھے۔ اور والدین کے سب سے چہیتے صاحبزادے تھے۔ آپ بہت بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے والد بہت بڑے زمیندار تھے، لیکن آپ کو دنیاوی تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی، کیونکہ کہتے ہیں کہ (۹) نوں یا دس برس کی عمر میں ہی آپ پر درویشی کا رنگ غالب ہوچکا تھا۔ اور اکثر کرامتوں کا ظہور ہونے لگا تھا۔

آپ نے بچپن کا واقعہ

جناب منظور صاحب جن کی کلاکوٹ ، چاکیواڑہ میں کریانہ کی ایک چھوٹی سی دوکان ہے، بابا ولایت کے گاؤں کے پڑوسی بھی ہیں۔ آپ کے بچپن کا واقعہ اس طرح سنایا ہے۔ آپ کی عادت تھی کہ

آپ مدرسے کے امتحان میں کبھی نہیں گئے۔ لیکن جب بھی نتائج آتے تو آپ پاس ہوتے تھے، اساتذہ خود حیران ہوتے کہ کیا ماجرہ ہے، آپ کس طرح امتحان میں پاس ہوجاتے تھے، جبکہ امتحان میں بیٹھے ہوئے نظر نہیں آتے تھے۔

بغیر بیل کے کنواں چل پڑا

کہتے ہیں کہ ایک دن شام کے وقت آپ کہیں سے بہت تھکے ہوئے گرد آلود آئے اور اپنی زمین پر کنوئیں کی طرف گئے۔ دیکھا کہ بیل کسانوں نے کھول دیئے تھے اور چرخی بند ہونے کی وجہ سے کوئیں سے پانی باہر نہیں آرہا تھا۔ کسانوں نے عرض کیا کہ اگر آپ کہیں تو بیل دوبارہ چرخی سے باندھ دیں۔ آپ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں" یہ کہہ کر کنوئیں کی چرخی پر صرف ہاتھ رکھا خودبخود چرخی چلی اور کنوئیں سے پانی جاری ہوگیا اور بغیر بیل کے چلتا رہا۔ جب تک آپ نے ہاتھ منہ دھولیئے۔ یہ واقعہ کسان اور گاؤں کے لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے۔ جب اس بات کی خبر آپ کے والد ماجد کو ہوئی تو وہ سمجھ گئے کہ آپ آئندہ چل کر آسمان ولایت کے روشن آفتاب ہوں گے۔

سیروسیاحت

تقریباً بیس برس تک اپنے والدین کے زیرِ سایہ گھر پر رہے۔ زیادہ حصہ سیر اور سفر میں گذارا اس سیروسیاحت کے دوران آپ کی مشائخ کرام ، علماء اور صوفیاء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن سے آپ فیضیاب ہوئے اور آپ نے تبرز ، بخارا ، ایران ، شام ، عراق ، عرب ، ترکی ، خراساں ، طبرستان وغیرہ کی سیروسیاحت کی۔ موجودہ ہندوستان میں دہلی بمبئی میں بھی قیام فرمایا بہت سے اولیاء سے شرفِ ملاقات سے درس حاصل کیا۔

کہتے ہیں کہ بیس سال تک آپ نے گھر سے باہر گذارا غیر ممالک کی سیاحت کے بعد آپ اپنے ملک واپس ہوئے۔ وہاں کے اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی اور ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ جن مزارات پر آپ نے حاضری دی اور قیام کیا یہ ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ

۲۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ

۳۔ حضرت مخدوم جہانیاں

۴۔ شیخ رکن الدینؒ

۵۔ حضرت بہاؤ الدین ذکریا سہروردیؒ

۶۔ حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ

۷۔ حضرت سلطان سخی سرور

۸۔ حضرت سید کبیرالدین

۹۔ حضرت مرشد پاک قلندر مست سیون

۱۰۔ حضرت بلاول شاہ نورانیؒ

سے قلندرانہ جمعیت حاصل کیا۔ سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ، حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ اور حضرت سید شاہ عبدالطیف بری امامؒ، میران شاہ بھیرہ دھم سلطان سرکار مستؒ شاہ شہبا بل سرکارؒ اپنے مرشد داد سید حاجی سید عبداللہ رحمتہ اللہ سے سیراب روحانیت ہوئے۔

سندھ میں آمد

آپ ۱۹۵۲ء میں سندھ کے سب سے بڑے شہر کراچی میں بکراں پڑی کے علاقے میں تشریف لائے۔ یہاں کچھ آپ کے گاؤں والے لوگ بھی رہتے تھے۔ آپ نے یہاں ایک آستانہ بنالیا تھا۔ اور وہاں نزدیک ہی ایک ہوٹل میں جاکر بیٹھے تھے۔ جہاں لوگ آپ سے ملنے آیا کرتے تھے۔ آپ انہی مقامی لوگوں میں خوش رہتے تھے۔

آپ کی پہلی کرامت

منظور صاحب بابا کے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ وہ بابا سے

ملنے کے لئے گئے اور بابا کو اپنے گھر لے آئے۔ منظور صاحب اپنے گھر کے دروازے میں داخل ہوگئے اور بابا سے اندر آنے کو کہا جب مڑ کر پیچھے دیکھا تو بابا غائب تھے۔ وہ بہت حیران ہوئے باہر نکل کر دیکھا لیکن کہیں نظر نہیں آئے۔

ایک عورت غلام فاطمہ کی عقیدتمندی

محترمہ غلام فاطمہ ، منظور کی والدہ تھی۔ آپ کی بہت عقیدتمند تھی۔ آپ کی خاطر گھر بار چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ساتھ ساتھ رہتی تھی۔ جہاں کہیں بھی بابا جاتے وہ ان کے ساتھ ہی رہتی تھی ، اگر کبھی بابا اس کی عدم موجودگی میں کہیں چلے جاتے تھے تو وہ آپ کے قدموں کی مٹی کو سونگھتی ہوئی بابا کے تمام ٹھکانوں کو تلاش کرتی رہتی تھی۔

غلام فاطمہ ایک بڑے باعزت گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ لوگ آپ کو "مستانی مائی" بھی کہتے تھے۔ ان کا مقبرہ محترمہ کی تمنّا کے مطابق مرشد کے مشرق پہلو میں نمایاں ہے۔

عقیدتمند کیسے ہوئی

کہتے ہیں کہ اس عورت کی ایک لڑکی تھی. جسے اس کی سسرال والے ماں کے پاس نہیں رہنے دیتے تھے اور اس بچی کے ساتھ بہت

ظلم کرتے تھے۔ یہ بیچاری اپنی بچی کی فکر میں دن رات پریشان رہتی تھی۔ اس دوران بابا بھی گاؤں سے کراچی آئے ہوئے تھے۔ غلام فاطمہ ہر روز بابا کو ستاتی تھی کہ میری بیٹی کو بلاؤ، ایک روز بابا نے جوش کے عالم میں کہہ دیا۔

"جا تیری بیٹی گھر آگئی ہے۔"

چنانچہ جب وہ گھر جارہی تھی راستے میں اس کا لڑکا ملا اور کہا " امی! امی! آپا آگئی، یہ سنتے ہی گھر جانے کی بجائے پلٹ کر بابا کے پاس آگئی اور بابا کی ایسی گرویدہ ہوگئی کہ اس دن کے بعد سے بابا کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا اور خود بھی درویشیانہ لباس پہنتی تھی اور ننگے پاؤں رہا کرتی تھی۔ ہر وقت بابا کی خدمت میں رہنے لگی۔ یہاں تک کہ بابا کی خدمت میں پوری زندگی گذار دی۔

آستانہ غریب شاہ کے علاقہ میں

چھ یا سات مہینے کے بعد بابا صاحب نے بکرا پیڑی کا آستانہ چھوڑ کر غریب شاہ کلا کوٹ کے علاقہ میں دوسرا آستانہ بنالیا۔ وہاں ایک ڈاکٹر تھا جو بابا کو اکثر تنگ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب وہ اپنی کلینک کھولنے کے لئے آیا تو دیکھا بابا کے جسم کے چار ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ وہ یہ سمجھا بابا کو آج کسی نے قتل کر ڈالا ہے، وہ اس ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ شام کو جب دوبارہ آیا، دیکھا بابا اپنے مخصوص

انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

بابا کا روحانی اور اخلاقی کارنامہ

کہتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء مین کلاکوٹ کے علاقہ میں منشیات کے بہت سے اڈے تھے۔ جہاں بھنگ ، چرس ، آفتوں اور شراب کا آزادانہ کاروبار ہوتا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں پر اس ماحول کا بہت بُرا اثر پڑنے لگا تھا۔ بعض والدین منشیات میں اپنے بچوں سے تنگ آکر گھر سے نکالدیا کرتے تھے۔ ماحول کی اس لعنت کی وجہ سے ان کی زندگیاں برباد ہورہی تھیں۔ خاندان کے خاندان تباہ ہورہے تھے، منشیاب کا چلن اتنا عام تھا کہ ہر گلی کوچے میں کمسن بچے بھی پیتے نظر آتے تھے۔

ولایت بابا اسی دوکان یا جگہ پر آستانہ بناکر بیٹھتے تھے ، جو بھی پینے ، پلانے کی غرض سے وہاں آتے تھے۔ بابا کے جسم کو دو یا چار ٹکڑوں میں دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔ اور ڈر کے مارے پھر وہاں نہیں آتے تھے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ آنا بند کردیتے تھے بلکہ بابا کے عقیدتمندوں میں شامل ہوجاتے تھے۔ اور ایسے سدھر جاتے تھے کہ آوارہ گردی ترک کرکے کسی بھی روزگار سے لگ جانے لگے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ منشیات کے اڈے بند ہوتے گئے اور اب لوگوں میں یہاں تک سوجھ بوجھ آگئی کہ انہوں نے خود بھی منشیات فروشوں کے

خلاف مہم چلانا شروع کردی۔ اس طرح لیاری کے تمام جرائم پیشہ افراد، عیاش، بدمعاش، قاتل رہ زن سب کو مار مار کر انسان بنا دیا، جس کی زندہ مثال صالح محمد دھاڑے بروہی کی ہے۔ اس کو ایک تھپڑ مار کر سیدھے راہ لگا دیا جو اب بھی زندہ ہے۔ وہ تمام برائیوں کو ترک کرکے ایک سیدھا سادہ مسلمان ہوگیا ہے۔ بابا کا ایک ہی تھپڑ نے اُسے راہ راست پر چلنا سکھا دیا۔ بابا نے یہ وہ کارنامہ سرانجام دیا جو ایکسائیز کے محکمے والے بھی نہ کرسکتے تھے۔ اس علاقہ کے لئے بابا کا یہ ایک تاریخی کارنامہ تھا۔

ولایت بابا کا یہ کارنامہ لیاری کے لوگوں کے لئے ناقابلِ فراموش ہے، جس کی بدولت اس علاقہ کے نوجوان کو ایک بڑی معاشرتی لعنت سے نجات مل گئی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئے۔

کراچی کے مزارات کی حالت

یہاں بزرگوں کے مزارات پر کچھ لوگ گدھے گاڑیاں باندھتے تھے اور اندر ایک جھونپڑی بنا رکھی تھی، جہاں چرس افیم کا خوب دور دورہ رہتا تھا۔ اور کچھ مزاروں پر تو منشیات فروشوں کا قبضہ تھا۔

کچھ لوگ پیروں فقیرو سے بدگماں اس لئے بھی ہوگئے تھے کہ کافی جھوٹے اور نقلی پیر پیدا ہوگئے تھے۔ کوئی اپنے آپ کو بابا جی،

کوئی بخاری بابا ، کوئی ملنگ سائیں کہلاتے تھے۔ اور پھر جب مرجاتے تھے وہیں اس کی ایک عالیشان مزار تعمیر کرائی جاتی تھی۔ وہاں عقید تمند تو کجاں سارے موالی ، چرسی اور منشیات فروشوں کا ٹولا رہا کرتا تھا۔

بابا ولائیت ان تمام مزارات پر جہاں جہاں منشیات فروشوں کا قبضہ تھا اپنے آستانہ بناتے گئے اور لوگوں کو راہ راست پر لاتے گئے۔
یہی وجہ ہے کہ آج نہ کسی مزار پر نشہ چلتا ہے اور نہ کسی بھی گلی کوچے میں منشیات فروخت کرنے والا ہوتا ہے۔ بابا کی پہچان معجزات فیض سے دوسرے درباروں پر رونقیں بحال ہوئیں۔
بابا نے ذہنی اور اخلاقی طریقے سے لوگوں کو سدھار دیا اور صراط مستقیم پر چلنا سکھا دیا۔ اس لئے بابا اپنے آستانے بھی تبدیل کرتے رہتے تھے۔ کہ اپنا فیض سب جگہ پہنچاتے رہیں۔

آستانہ لیمارکیٹ کے علاقہ میں

ولایت بابا جگہ جگہ گھومتے پھرتے لیمارکیٹ کے علاقہ میں بغدادی دھوبی گھاٹ کے اندر آستانہ قائم کیا۔ یہاں بابا کبھی صبح کبھی شام آکر بیٹھتے تھے۔ یہاں آپ بہت خوش نظر آتے تھے۔ اور بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

دعا قبول ہوگئی

محمد یوسف "ثانی" نے یہاں کا ایک چشم دید واقعہ سنایا۔

" ایک روز میں دھوبی گھاٹ میں بابا کے آستانہ کے قریب بیٹھا تھا، دیکھا کہ ایک نو بیاسا جوڑا بابا کے پاس آیا۔ دلہن نے بابا سے کہا "بابا دعا کریں، سانوں ایک پُتر ہو۔" بابا نے اس کی طرف دیکھا اور پھر ایک پتھر اٹھا کر دلہن کے سر پر دے مارا۔ ایک تو وہ ویسے ہی سرخ لباس پہنی ہوئی تھی، دوسرا اس کا ماتھا خون بہنے سے سرخ ہوگیا۔ زخمی حالت میں بڑی مشکل سے وہاں سے چلے گئے، چند ماہ بعد دیکھا کہ وہی جوڑا پھر آیا۔ بیوی کی گود میں ایک خوبصورت بچہ تھا۔ اس نے کہا بابا تیری دعا قبول ہوگئی۔ مجھے اللہ نے تیری دعا سے لڑکا دیا ہے۔ بابا یہ سن کر اٹھے اور ہنستے ہوئے چلے گئے۔"

واقعہ نمبر۲

آگ کا اثر نہ ہونا

مرحوم عبداللہ عرف گانڈی دھوبی نے قصہ سنایا:

" ایک روز رات کا وقت تھا۔ بابا آرام سے دیوار پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ دیر کے بعد چار پانچ لوگ آگئے اور بابا کو سٹے کے نمبر بتانے کے لئے مجبور کر رہے تھے۔ اور بابا ان سے جان چھڑانا

چاہتے تھے۔ آخر بابا تنگ آکر اپنے کو بھٹی نیچے جو آگ جل رہی تھی، اس میں گھس گئے اور صرف بابا کا سر ہی نظر آرہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ تو بھاگ گئے۔ لیکن میں خود بھی خوف سے گھر چلے گیا۔ اور جب صبح کو آیا تو یہ دیکھکر حیران ہوگیا کہ بابا آرام سے بیٹھے ہوئے تھے ان پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ "

واقعہ نمبر۳

اکبر کی بدنصیبی

ایک روز جناب محمد اکبر بلوچ رات کو ۱۲ بجے کسی شادی کی تقریب سے گھر واپس آرہا تھا۔ لیمارکیٹ میں اچانک اس کی نظر بابا ولایت پر جاپڑی جو اعظم خان ہوٹل کے سامنے ٹہل رہے تھے۔ وہ بابا کے قریب جاکر کہتا رہا " بابا کچھ دے" بابا کچھ دے۔ اور ساتھ ساتھ ٹہلتے رہا۔ کچھ دیر کے بعد بابا آگے ٹانگہ اسٹینڈ کی طرف گئے وہ بھی پیچھے پیچھے گیا ذرا آگے بڑھ کر سڑک پر پڑی گھورے کی لید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ (پنجابی میں) " چک لے۔ چک "

اکبر نے کہا " بابا دنیا کو دولت دیتے ہو مجھے یہ لید دے رہے ہو۔ کہتا ہوا بابا کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ تھوڑا آگے گئے دیکھا کہ بابا کے جسم کے دو ٹکڑے سڑک پر پڑے ہوئے ہیں۔ ڈر کر بھاگتا ہوا گھر

پہنچا۔ تین دن تک بخار میں پڑا رہا۔ جب اکبر نے یہ واقعہ اپنے دوستوں کو سنایا تو انہوں نے اکبر سے کہا کہ تم بہت کم بخت ہو اگر وہی گھوڑے کی لید اٹھالیتے تو نہ جانے وہ کیا چیز تم کو ملی ہوتی۔"

بابا کا غصہّ

یہ بات تجربے شدہ ہے کہ اگر بابا کسی شخص پر ناراض ہوئے تو اسے کبھی بھی معاف نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ بابا جس پر بھی ناراض ہوجائیں۔ وہ کبھی خوش حال نہیں رہتا، بلکہ ہمیشہ پریشان ہی رہا۔

چشم دید واقعہ

بابا کا یہ معمول تھا کہ صبح ہر روز ایک ہوٹل میں جاکر چائے وغیرہ پیتے تھے۔ ہوٹل والا بابا کو آتے دیکھتا وہ دخل کی گدی چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور بابا وہا جاکر آرام سے بیٹھتے اور کھاپی کر چلے جاتے تھے۔

ایک روز میں (مصنف کتاب) اس ہوٹل میں کوئی سودا خریدنے گیا۔ اتنے میں بابا بہت گندی حالت میں ہوٹل کے اندر داخل ہوئے۔ ہوٹل کے مالک نے انہیں ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ بابا غصہّ میں آگیا جو کچھ بابا کے ہاتھ میں آیا پھینک کر دخل والے شوکیس کو مارا جہاں ریڈیو، شیشے والی برنی وعیرہ سب کچھ توڑ تاڑ کر

چلے گئے۔ کچھ دن کے بعد وہ ہوٹل برباد ہوگیا۔ ہوٹل کا مالک کہیں چلاگیا۔ اس روز سے کئی مالک تبدیل ہوچکے ہیں ، لیکن وہ جگہ یعنی وہ ہوٹل والا کمرہ آج تک آباد نہیں ہوا۔

اس قسم کے کئی واقعات ہیں اگر لکھیں تو پوری ایک کتاب بن سکتی ہے۔ مگر کتاب کی ضخامت کا خیال کرتے ہوئے صرف ایک ہی تحریر کیا گیا ہے۔

لباس

لباس آپ کا بالکل سادہ ہوتا تھا۔ آپ ایک کُرتا اور ایک دھوتی (لنگوٹ) پہنا کرتے تھے۔ یہی لباس کئی کئی دن تک پہنے رہتے تھے۔ کبھی تو یہ لباس آپ کے جسم ہی پر پھٹ جایا کرتا تھا۔ اور آپ بالکل برہنہ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ آپ کبھی خود کپڑے سلوا کر نہیں پہنتے تھے۔ آپ تو ایک اللہ والے مست قلندر تھے۔ اپنی ہی مستی میں اور اپنے حال میں خوش و مست رہتے تھے۔ کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

آپ کی ایک عادت یہ تھی کہ آپ ہر ایک کا لایا ہوا لباس قبول بھی نہیں کرتے تھے۔

چشم دید واقعہ

میں (مصنف کتاب) ایک روز سردیوں کے موسم میں صبح آفس جانے کے لئے گھر سے باہر نکلا دیکھا بابا مادر زاد برہنہ دروازے کے آگے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ایک شخص ہے جو صرف ایک کُرتا لیئے ہوئے بابا کو پیش کر رہا تھا لیکن بابا بار بار یہ کہے جا رہے تھے۔

" چل ہٹ پرے ، اگے نہ آئیں۔ " (پنجابی میں)

میں ان دونوں کو دیکھتا چلا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ پورا ہفتہ ان دونوں کا یہی معمول رہا۔

ایک روز میں نے کسی سے پوچھا کیا بات ہے بابا کپڑے کیوں نہیں پہنتے تو اس نے کہا بابا صرف اس کے ہاتھ کے کپڑے قبول کرتے ہیں۔ جسے بابا چاہتے ہیں ورنہ ہر ایک کے ہاتھ سے نہ کوئی چیز لیں گے اور نہ کچھ کھائیں گے۔

رہن سہن کا طریقہ

آپ ہمیشہ سادی زمین پر بیٹھتے یا لیٹتے تھے۔ جس پر کوئی فرش ، گدڑی یا چادر وغیرہ نہ ہوتی حتٰی کہ سردیوں میں رضائی یا کمبل کی بھی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی ، کبھی کبھی چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھے

جاتے تھے۔ وہ بھی بغیر تکیہ کے۔

شوق اور عادات

(۱) آپ کو ایک خاص شوق یہ تھا کہ آپ گھوڑے گاڑی یا گدھے گاڑی پر بیٹھ کر سیر کرنے کے بہت شوقین تھے۔

(۲) سر پر مالش کرنے پر بہت آرام محسوس کرتے تھے اور خوشی کا اظہار بھی کرتے تھے۔

(۳) پان کا استعمال بہت کرتے تھے۔ تین تین یا دو دو پان ایک ساتھ منہ میں دبائے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ سارے کپڑے چونے کتھے کے دھبوں سے رنگے ہوتے تھے۔

(۴) کبھی کبھی سگریٹ بھی استعمال کرتے تھے۔ لیکن خود کبھی نہیں جلاتے تھے۔

(۵) کسی کے گھر کی کوئی چیز یا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ نہ کسی سے کچھ مانگتے تھے۔ نہ کسی کے گھر رہنا پسند کرتے تھے۔

ذوق سماع

محفل سماع میں بھی کبھی کبھی شرکت فرماتے تھے۔ لیکن اس میں زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ لیکن نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عقیدت سے سنا کرتے تھے۔

کشف اور کرامات

ولایت بابا کی قوتِ کشف اس قدر تھی کہ وہ نورِ باطن سے اپنے ملنے والوں اور مریدوں کے دل کے حالات معلوم کر لیتے تھے۔ آپ کو لوگوں کے دلوں کی باتوں کا از خود علم ہوجایا کرتا تھا۔ گویا اپنے کشف سے وہ دلوں کا حال جان لیا کرتے تھے۔

میں خود بہ نفیس ایک دفعہ جمعہ کے دن اُن سے ملاقات کے لئے گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ بابا سے کہوں کہ میرے ایک دوست نورالدین کے ساتھ پڑوس والوں کا جھگڑا رہتا تھا۔ اور پڑوس والے بلا وجہ اس کو تنگ کرتے رہتے ہیں، کسی نہ کسی دن نورالدین کو یہ لوگ نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لئے آپ دعا کریں کہ ان کا آپس میں راضی نامہ ہوجائے اور جھگڑا ختم ہوجائے۔ یہ باتیں میرے دل ہی میں رہ گئیں مجھے موقع ہی نہ ملا کہ میں بابا سے کچھ کہتا یہ باتیں دل ہی دل میں لے کر اٹھ کر چلا آیا۔ چنانچہ جب میں رات کو سوگیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بابا ولایت میرے دوست کے مکان کے قریب کھڑے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ میرے لئے گھوڑا گاڑی کی سواری کا بندوبست کر میں بابا سے کہتا ہوں۔

" بابا اگر میں چلا گیا تو یہ لوگ میرے دوست سے لڑیں گے اور ماریں گے۔"

بابا نے کہا " تم جاؤ یہ لوگ تمہارے دوست کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" پھر جب میں شام کو دوست کے گھر گیا تو دیکھا کہ مخالف لوگوں نے میرے دوست کے والدین سے راضی نامہ کر چکے تھے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی چاہ رہے تھے۔

ان لوگوں کا پھر آج تک کبھی بھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ سے یہ انداز ہوا کہ بابا کتنے بڑے کمال کشف تھے۔

کرامات

کرامات تو بابا کی بے حد ہیں لیکن تین بڑی عام و خاص کرامات یہ ہیں :-

پہلی کرامت :- آپ کے جسم کے ٹکڑے ہو جانا۔

دوسری کرامت :- آپ کی بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ پل میں اِدھر نظر آتے تھے۔ تو پل میں اُدھر بیک وقت میں دو جگہ نظر آتے تھے۔

تیسری کرامت :- لوگوں کی آنکھوں سے روپوش ہو جایا کرتے تھے۔

آپ دل کی باتیں جان لیتے تھے

ایک روز صبح کے وقت (موئف کتاب) نے دیکھا بابا ایک

گھوڑے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی والا بہت پریشان اور دل میں کہنے لگا کہ اب بابا کو کیسے اتارے کیونکہ صبح صرف وہ بچوں کو اسکول لے جاتا تھا اور دوپہر کو ان کو گھر چھوڑ آتا تھا۔ یعنی وہ صرف بچوں ہی کے لئے وقف رہتا تھا۔ میں نے بھی دل میں سوچا کہ آج بچے کیسے اسکول آئیں گے اور کسی طرح گھر واپس جائیں گے کیونکہ آج بابا نہ جانے کس وقت اس گاڑی سے اتریں گے، میں یہ سوچتا ہوا گاڑی کے پیچھے جا ہی رہا تھا، دیکھا کہ ۱۰ یا ۲۰ قدم کے فاصلے کے بعد گاڑی سے اتر گئے اور گاڑی والا سیدھا بچوں کو لینے ان کے گھروں کی طرف چلا گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ شاید بابا نے میرے دل کی بات سن تو نہیں لی۔

واقعہ نمبر۲

پرندوں پر رحم

ایک روز میں (مصنف کتاب) بازار سے سودا خرید کر لا رہا تھا۔ بابا میرے گھر کے قریب برہنہ حالت میں کھڑے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹا لڑکا جس کے ہاتھ میں غلیل تھی، بابا نے غلیل مانگی۔ بچہ خوف کے مارے ان کے قریب نہیں گیا۔ اور نہ ہی بابا کو غلیل دی۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے ایک کتا گزرا جس کو ڈرانے کے لئے بچے

نے جوں ہی غلیل کے ربڑ کو اپنی طرف کھینچا وہ خود بخود دو ٹکڑے ہوگئی۔ بچہ اب کبھی غلیل کو اور کبھی بابا کی طرف دیکھ رہا تھا، بچے کا شاید یہ ارادہ تھا کہ اگر اب بابا مانگے گے تو دیدوں گا۔ لیکن بابا نے دوبارہ نہیں مانگا۔

بلکہ زور زور سے ہنستے ہوئے چلے گئے۔ بعد میں نے لڑکے سے پوچھا کیا بات تھی ، لڑکے نے کہا میرا خیال تھا کہ بابا کے قریب جو چڑیاں دانہ چگ رہی تھیں میں ان کو اپنے غلیل کا نشانہ نہ بناؤں۔ لیکن میری غلیل ہی ٹوٹ گئی۔

ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ

ایک مرتبہ صدر ایوب خان کے دور حکومت میں بلوچوں ، پٹھانوں کے تصادم کی بناء پر لیمارکیٹ کے علاقہ میں کرفیو لگا ہوا تھا۔ سوائے فوجی جوانوں اور پولیس اہلکاروں کے اور کوئی بھی سڑکوں پر نظر نہیں آرہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ بابا اپنے آستانہ سے باہر نکلے اور بغیر اِدھر اُدھر دیکھے سیدھا جارہے تھے۔ ایک پولیس والے کی نظر بابا پر پڑ گئی اور بابا کے پیچھے پیچھے بابا کو پکڑنے کی غرض سے چل پڑا، بابا کے قدم آہستہ آہستہ تھے اور پولیس والا لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا ان کے پیچھے جارہا تھا۔

کمال کی بات یہ تھی کہ ان دونوں کے درمیان تقریباً ایک یا دو گز کا فاصلہ تھا۔ لیکن وہ فاصلہ ختم نہیں ہوپارہا تھا۔ جب پولیس والے نے یہ حال دیکھا تو دوڑ کر پکڑنا چاہا لیکن ناکام رہا۔ وہ جب بھی بابا کی طرف ہاتھ بڑھاتا بابا اور اس کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا تھا۔ بابا کبھی آگے کو جاتے تو کبھی لوٹ کر آستانہ کی طرف دوبارہ آتے اسی آنے جانے میں پولیس والے اور بابا کے درمیان کھیل ہوتا رہا۔ آخر ایک فوجی افسر آیا جس نے پولیس اہلکار کو روک دیا اور کہا

" چھوڑ دو یہ کوئی اللہ والا درویش نظر آتا ہے اسے نہ پکڑو۔ "

یہ کہہ کر دونوں چلے گئے لیکن بابا کو پھر بھی مڑ مڑ کر دیکھتے رہے۔

یہ تماشا سارے محلے والوں نے دیکھا اور حیران ہوگئے۔ ان میں سے کچھ جو بابا کو نہیں مانتے تھے وہ بھی کہنے لگے کہ واقعی بابا کوئی اونچی ہستی ہے۔

لوگوں کی نظروں سے روپوش ہونا

یہ بابا کے بچپن کی مشہور کرامت ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں سے اکثر روپوش ہوجایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب بابا امتحان دینے

جاتے تھے امتحان ہال میں کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب میٹرک کے امتحانات ہو رہے تھے کچھ لوگوں نے بتایا کہ ولایت پہاڑ پر بیٹھا ہوا نظر آئے۔ جب ماسٹر صاحب سے جاکر پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ولایت امتحان دینے میں مشغول ہے۔ اور وہ پرچہ حل کررہا ہے۔

اور یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ بابا اپنے مریدوں کو نظر کہیں آتے تھے جبکہ بیٹھے کہیں اور ہوتے تھے۔ بابا پَل میں اِدھر اور پَل میں ادھر نظر آتے تھے۔

بابا کا جلال

بابا کے جلال میں بھی رحم اور سخاوت ہوا کرتی تھی یعنی جب بابا جلال میں آتے تو کسی شخص کو نقصان پہچانے کی بجائے اکثر فائدہ بھی پہونچا دیتے تھے۔ جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ جب بھی بابا جلال میں آکر کسی شخص کو گالی دیتے یا کوئی چیز پھینک مارتے تھے تو بظاہر تو اس شخص کو چوٹ لگ جاتی تھی مگر اس چوٹ کا کوئی درد یا اثر اس شخص کو محسوس نہیں ہوا کرتا تھا۔ اور جس پر غصہّ کرتے اس کی مراد بھی پوری ہوجاتی تھی۔ مطلب یہ کہ آپ اپنے مریدوں کو آزما آزما کے کچھ

دیتے تھے۔

آپ نے اپنے مرتبے کو لوگوں سے ہمیشہ مخفی رکھنے کی کوشش کی، پھر بھی آپ کی زندگی میں آپ کی شہرت بہت زیادہ ہوئی، حالانکہ آپ شہرت کے سخت خلاف تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اور اپنی قوت کشف اور نورِ باطن سے اپنے ملنے والوں اور مریدوں کے دل کے حالات معلوم کر لیتے تھے۔ لیکن آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو لوگوں سے مخفی رکھنے کی کوشش کی۔ پھر بھی آپ لیاری کے علاقے میں بہت مشہور ہوئے۔ یہاں آپ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

سانپ کی بابا سے عقیدتمندی

جناب منظور صاحب نے ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ ایک روز چار افراد بابا کے ساتھ مواچھ گھوٹھ کے پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد دیکھا ایک سانپ آکر بابا کی پیٹھ پر سے چڑھ کر گردن میں گلوبند کی طرح لپٹ کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر ہم سب بہت حیران ہوگئے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں بابا کو سانپ نے ڈس لیا تو بہت بُرا ہوگا۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ منظور کی امی غلام فاطمہ عرف

مستانی مائی ہم لوگوں کے قریب آئی اور کہا ڈرو مت یہاں تو نہ جانے کتنے سانپ ہیں۔ سب بابا کے جسم پر کھیلتے ہی رہتے ہیں اور پھر خود بخود ہی اُتر کر چلے جاتے ہیں۔

قبر کے بارے میں پشین گوئی

ایک روز جناب منظور نے کہا کہ میری امی (مستانی مائی) سے بابا نے کہا کہ وہ جب بھی دنیا سے پردہ کر جائیں تو ان کی قبر یہاں (مواچھ گوٹھ) ہوگی اور اِسی جگہ جہاں بابا بیٹھتے تھے۔ اور میرے بعد میرا سجادہ نشین میرا بھتیجا ریاض ہوگا۔

الغرض جو پیشین گوئی آپ کی تھی وہ پردہ کرنے کے بعد پوری ہوئیں۔

وصال

وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اپنا آستانہ بہار کالونی میں رکھا۔ آپ کی عمر ۵۷ سے زیادہ ہو چکی تھی۔ بڑھاپے سے جسم مبارک بہت کمزور ہو چکا تھا۔ جب اللہ کا وعدہ قریب آگیا تو آپ نے اس وقت کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔

آخر ۱۶ اگست ۱۹۶۷ء بروز جمعہ صبح ۵ بجے آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے آپ

کے جنازے میں شرکت کی۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون"

تدفین

آپ کی وصیت تھی کہ جہاں آپ نے مستانی مائی کو جگہ بتائی ہے وہیں انہیں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کو اس مقام پر دفن کیا گیا۔ جہاں آج آپ کا مزار اقدس ہے۔

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک مواچھ گھوتھ میں ہے۔ یہ بہت سادہ مزار ہے۔ جس پر کوئی گنبد نہیں ہے۔ مزار کافی کشادہ ہے اور احاطہ کے ارد گرد جنگلے کی چار دیواری ہے۔ جو چھوٹی چھوٹی رنگ برنگ جھنڈیوں سے سجی ہوئی ہے۔ آپ کا مزار پہلے کچی مٹی کا بنا ہوا تھا۔ حضرت سید ریاض علی شاہ موجودہ سجادہ نشین نے مزار اقدس کی پختہ عمارت تعمیر کرائی ہے۔

شبیہہ مبارک

آپ کی شبیہہ مبارک فریم میں مزیّن آپ کے ہر مرید کے گھر میں (آویزاں) لٹکی ہوئی نظر آتی ہے۔

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال ماہ شعبان کے ۲۶، ۲۷، ۲۸ تاریخ کو ہوا کرتا ہے۔ جس میں فقراء و حاجت مندہ عبادت گزار، اہل اللہ اور درویش تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے قوال ساری ساری رات گاتے بجاتے رہتے ہیں۔ اور دور دور سے عقیدت مند بہت بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں، اور آپ کے مزار مبارک کی زیارت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہر روز شام کے وقت لنگر خانے سے فقراء و مساکین اور ہر آنے والے شخص کو کھانا ملتا ہے۔ شام کے وقت دائرے میں جو چراغاں ہوتا ہے۔ اسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک نور کی چادر تنی ہوئی ہے۔ جیسے کسی نے ستاروں کو آسمان سے زمین پر اُتار لیا ہے۔

خانقاہ کے اندر

بابا ولائیت کی خانقاہ کے اندر مخلوق خدا کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ کوئی قرآن پاک کی تلاوت کررہا ہے، کوئی یٰسین شریف پڑھ رہا ہے، کوئی روضے کی جالیوں سے لپٹ کر دعائیں مانگ رہا ہے، کوئی عقیدتمند آپ کو سلام کرنے کی خاطر آتا ہے، کوئی پھول چڑھانے آتا ہے۔

آپ کے روضے کے سرہانے کی طرف ایک برتن میں نمک رکھا رہتا ہے، جو بھی آتا ہے وہاں سے نمک کی چٹکی لے کر کھاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ نمک شفا والا ہے۔
آپ کے روضے میں اس قدر سکون محسوس ہوتا ہے جو کسی اور کے روضے میں نہیں دیکھا۔

چندہ

سید ولائیت علی شاہ بابا کا پہلا مزار میں نے دیکھا ہے۔ جہاں چندہ وغیرہ کے لئے کوئی چندے کی پیٹی وغیرہ نہیں ہے۔ اور نہ کوئی چندے کے لئے کہتا ہے۔ حضرت سید ریاض علی شاہ صاحب کا کہنا ہے
" ہم سیّد لوگ ہیں، مانگنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔
اگر کوئی صاحب حسبِ توفیق جو کچھ بھی اپنی مرضی سے دے جاتے ہیں تو ہم قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن خدا نخواستہ کوئی ایسی حالت نہیں ہے کہ اگر کبھی کچھ نہ ملا تو ہم بھوکے رہ جائیں یا لنگر نہ تقسیم کر سکیں، یا آنے والوں کے لے چائے وغیرہ کا انتظام نہ کریں۔ " اللہ دے رہا ہے ہم اور مریدین اور فقرا کھا رہے ہیں ہمیں کوئی چندے کی پیٹی وغیرہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں یہاں پر یہ کہنا بالکل صحیح ہو گا۔

"سید ریاض علی شاہ صاحب سجادہ است
جو اِن قابل وفاضل و صاحب است"

وصال کے بعد کی کرامات

راقم الحروف بابا کا دلی عقیدتمند ہے۔ ذیل میں ایک ذاتی تجربہ تحریر کررہا ہوں۔

میری (مصنف کتاب)بیٹی نصرت بیگم ایک عرصہ دراز سے سر درد میں مبتلا تھی ، جس کی وجہ سے پڑھنے میں بہت دشواری رہتی تھی ، ایک عرصہ تک ہر قسم کا علاج کرایا ، غرض یہ کہ ہر قسم کے طریقہ علاج کو آزمایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ایک روز میں اپنے چار بچوں کے ساتھ بابا کے روضے پر فاتحہ پڑھی۔ بچیوں نے نمک چاٹا ، وہاں پر بچیوں نے دھاگہ لیا جس کو میں نے مزار پر سے گھوما کر ہر بچے کے گلے میں ڈال دیا۔

ایک عجیب واقعہ

ابھی ہم مزار پر بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ میری بچی نصرت کا دھاگہ ٹوٹ گیا۔ دوبارہ دوسرا دھاگہ گھما کر دیا ، وہ بھی ٹوٹ گیا، اس طرح تین چار مرتبہ ہوا ، وہی دھاگہ ہاتھ کی کلائی میں باندھ کر گھر آگئے ، گھر پر آکر دیکھا تو کلائی والا دھاگہ بھی نہ جانے کہاں گر گیا۔

لیکن مجھے دل میں شک ہوا، میں نے دوسرے روز بچی کو شاہ یقیق بابا کے روضے پر لے گیا وہاں بابا نے بچی کو بشارت دی کہ تمہاری عمر تھوڑی ہے۔ تمہاری زندگی ختم ہونے کو ہے۔ اس کے بعد چند روز کے اندر میری بچی انتقال کر گئی۔

مزار پر مختلف لوگوں سے ملاقات اور واقعات

۱۔ جناب شیر محمد صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ

" ایک ٹرک ڈرائیور جب بھی بابا کے مزار سے گذرتا تھا بہت تیز رفتار سے گاڑی کو چلاتا اور اونچی آواز میں ہارن بجاتا ہوا جاتا تھا۔ ایک روز حسب معمول وہ تیز رفتار گاڑی چلاتا ہوا لارہا تھا کہ ٹرک کے دونوں اگلے پہیے نکل گئے اور وہ اُچھل کر بابا کے مزار پر بابا کے قدموں کے قریب آپڑے، مگر کسی کو کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

ڈرائیور یہ کرامات دیکھ کر اتنا شرمندہ ہوا کہ بابا کے مزار پر آئے اور اپنے کرتوتوں کی توبہ کی اور بابا سے معافی مانگی۔

کہتے ہیں کہ اب جب بھی وہ وہاں سے گذرتا ہے تو بڑے احترام کے ساتھ جاتا ہے۔ اور بابا کے مزار کو سلام کے آہستہ آہستہ گاڑی گزارتا ہے۔

۲۔ جناب رانا صاحب کے بھائی مگن میہسوری صاحب غیر مسلم ہیں۔ کہتا ہے کہ ایک روز اس کے بھائی سے گھر والوں نے رقم مانگی تو اس نے کہا ٹھہرو بابا ولایت سے لے کر آتا ہوں۔ گھر والے اس کی بات پر ہنسے خیر یہ گھر سے سیدھا بابا کے مزار کی طرف آیا اور کہا بابا مجھے ۵۰ روپیہ دے دو۔ بس آج مجھے ۵۰ روپے چاہیئے۔ یہ کہہ کہ جب گھر واپس آرہا تھا لیمارکیٹ کی سیڑھیوں پر دیکھتا ہے کہ ایک ایک روپیہ والے نوٹ اُڑتے ہوئے جارہے تھے۔ اس نے سب نوٹ اٹھا لیئے اور ایک قریبی دوکان دار سے پوچھا کہ کیا یہ روپے آپ کے تو نہیں ہیں۔ دوکان والے نے کہا یہ سب تمھارے ہیں لے جاؤ اس نے جب رقم گنی تو پورے ۵۰ روپے تھے۔

رانا صاحب نے گھر میں یہ بات کہی تو گھر والوں کو بہت تعجب ہوا۔ اور گھر والے کہنے لگے اے کم بخت اگر آج تم بابا سے کچھ زیادہ رقم مانگتا تو شاید وہ بھی مل جاتی۔ الغرض کہ بابا کے مزار سے آج بھی فیض عام جاری ہے۔

۳۔ دعا قبول ہوگئی

جناب فرید بلوچ صاحب نے واقعہ سنایاکہ وہ ۱۹۹۰ء میں نویں جماعت کے امتحان کے دو مضامین میں رہ گئے تھے۔ جب ۱۹۹۱ء میں

میں میٹرک کے امتحان میں بیٹھے تو اسے شک ہوگیا کہ شاید میں اب بھی سارے پرچوں میں پاس نہ ہوسکوں گا۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا ایک دوست عمران سلنگی اسے بابا ولایت کے مزار پر لے گیا فرید بلوچ نے وہاں اپنے پاس ہونے کی دعا کی۔ اللہ نے اس کے دعا قبول فرمائی۔ وہ سارے پرچوں میں پاس ہوگیا۔

۴۔ بم کا نہ پھٹنا

ایک دفعہ عرس کے دنوں میں ایک ہیرونچی بابا کے روضے کے اندر بم رکھنے کے ارادے سے مزار کی طرف جانے لگا۔ لیکن کہتے ہیں کہ دو تین مرتبہ ارادے سے اندر جانے کی کوشش کرتا رہا، لیکن اس کے قدم ڈگمگا جاتے تھے۔ وہ اندر نہیں جاسکا۔ آخر جب چوتھی بار جب اس کا ارادہ کیا اور آگے بڑھا تو بابا کی کرامت سے بم مزار سے باہر ہی پھٹ گیا۔ اور وہ اندر جا ہی نہیں سکا۔

۵۔ آفیسران کے تبادلے

جناب سید ریاض علی شاہ سجادہ نشین نے واقعہ سنایا۔ کہا کہ بابا کے مزار کے پلاٹ کے لئے اور آستانہ دربار حضرت سید ولایت علی شاہ کے پلاٹ کے سلسلے میں جس آفیسر کے پاس فائل جاتی رہی جس کسی نے بھی مخالفت کی اس کا فوری طور پر دوسری جگہ تبادلہ ہوتے

دیکھا۔ یعنی کوئی بھی شخص جس نے بھی بابا کی کسی قسم کی بھی مخالفت کی تھی ، دوسری مرتبہ وہ افسر اسی جگہ نظر نہیں آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس افسر کا تبادلہ ہوگیا ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور افسر آنے والا ہے۔

سجادہ نشین

جناب سید ریاض علی شاہ صاحب آپ کے بڑے بھائی جناب سید محمد حیدر شاہ مرحوم کے صاحبزادے اور حضرت سید محمد شاہ کے پوتے کی نسبت سے آپ کے بھتیجے ہیں۔ چونکہ آپ نے شادی نہیں کی۔ مست جسی ستی تھے۔

جناب ریاض علی شاہ صاحب آپ کے ماشاء اللہ اولین سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی ولادت علی پور ضلع سرگودہ گاؤں علی پور سادات میں واقع ہوئی۔

جناب ریاض علی شاہ صاحب ولایت بابا کی زندگی میں سب سے زیادہ ان کے ہمدم اور ہمراز رہے ہیں۔ چنانچہ ولایت بابا کے وصال کے بعد آپ نے روحانی شرف کی دستار اور ان کے روحانی مشن ، طریقت فقراء ، آستانہ کی نقشبندی اور سلسلہ قلندری کی ذمہ داری قبول کی۔ پھر اس کو عملی جامعہ پہنایا۔ عرصہ تیس جنگل آباد کیا۔

حضرت بابا ولایت علی شاہ رحمتہ کی یادگاریں قائم کیں۔ آستانہ میں مسجد بنوائی۔ دربار شریف دیگر مسافر خانے لنگر خانے وغیرہ بنوائے۔ حکومتِ پاکستان بورڈ آف ریونیو سے آستانہ کی زمین اپنے نام الاٹ کرائی اور قیمت پلاٹ ادا کی۔

آپ خانقاہ اور لنگر خانے کے انتظام اور سرپرستی کو بطور احسن انجام دے رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ گدی سنبھالنے کے بعد مجھے بڑی مشکلیں درپیش آئیں۔ جن میں پہلا بابا کے مزار کی پختہ تعمیر کرائی۔

دوسرا جس جگہ بابا کا آستانہ دربارِ سید ولایت علی شاہ بخاریؒ کے نام سے ہے۔ یہ جگہ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں پر واقع تھی۔ یہاں سے مزار تک راستہ بڑا دشوار گذار تھا۔ اس میدان کو ہموار کرنے کے لئے ۴۰۔ ۵۰ ٹرک ریتی۔ کنکریٹ بجری وغیرہ ڈلوا کر بلڈوزر مشین کے ذریعے ایسا میدان بنا دیا ہے کہ لوگ روضے سے لیکر دربار حضرت ولایت علی شاہ تک بڑی آسانی سے آجا سکتے ہیں۔

دربار شریف خوبصورت تعمیر کیا گیا ہے۔ چھت مضبوط ٹن کی چادروں کی ہے۔ اس میں مرد مریدین کی نشست کا انتظام ہوتا ہے۔ دوسری طرف خواتین کی نشست کا الگ انتظام کیا گیا ہے۔ ان دونوں کے درمیان میں ایک چھوٹا سا کمرہ (حجرہ) ہے، جہاں آپ کی آرام گاہ

ہے۔ آپ دربار شریف میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔ جو لوگ بابا کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ سیدھا ریاض علی شا صاحب کے پاس بھی آتے ہیں۔ کیونکہ یہ زیارت خاص و عوام ہے۔ لوگ مریضوں کی شفایابی کی دعا کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ پانی پڑھ کر یا دھاگے پر دم کرکے دیدیا کرتے ہیں اور مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ دیگر تمام غریب مصیبت زدہ کو فیض پہنچتا ہے ، روحانی ، دکھی لوگوں کی پیشوائی کرتے ہیں۔ ہر کسی کا سوال سنتے ہیں۔ بولتے کم ہیں۔ مقصد کی بات کا جواب دیتے ہیں۔ پورے پاکستان میں فقراء اور سندھ خاص کو روحانیت سے نوازتے ہیں۔ اس لئے اکثر فقراء درویش لوگ زیادہ ہی حاضر ہوتے ہیں۔

(توحید) اللہ و آلِ محمد آلِ بیعت کی شان و شوکت علم سے نوازتے ہیں۔ وہاں پر موجودہ فقراء بھی بہت حاضر رہتے ہیں۔ جو مرشد کی دربار شریف کی طریقت کو بخوبی جانتے اور خدمت کرتے ہیں۔

آپ اپنے علم و فضل عملِ ریاضت اور سخاوت سے ہر خاص و عام اور طالبانِ حق کو روحانی و اخلاقی فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔

ہر وقت صبح شام مریدین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

لنگر کا انتظام

لنگر ۲۴ گھنٹے جاری رہتا ہے۔ کوئی بھی مرید دربار شریف میں چلے جائے بغیر مانگے چائے کا کپ اسی وقت بابا کے فقیر آپ کے، اس کے سامنے پیش کردیں گے۔ کوئی بھی مسافر دربار شریف میں آتا ہے، اسے جس چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اسی وقت مل جائے گی۔ بابا کا کوئی فقیر اسے یوں نہیں کہے گا۔ کہ آج چائے پتی یا دودھ یا چینی ختم ہوگئی ہے۔ اگر کوئی قیام کرنا چاہتا ہے۔ تو بے شک رہ سکتا ہے دربارِ ولایت علی شاہ ہر خاص و عام کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ اور لنگر بھی ہر وقت تیار ملتا ہے۔ یعنی جو سخاوت بابا کی حیات میں جاری تھی۔ وہ سخاوت آج بھی جاری ہے۔

ختم شد

......*

Address:-
H.M. FASHION TAILORS
Gents Specialist.

Zahid Manzil D.D. Chowdhry Road.
Lea Market Karachi.

عبادت کی قبولیت

ہر عبادت کے قبول کرانے کے لئے درود شریف سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں۔ (روضہ الفائق) کے مصنف لکھتے ہیں کہ حضور ؐ نے فرمایا ہے کہ "کوئی بھی شخص اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور عبادت کرتا ہے لیکن درود نہیں پڑھتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرماتے۔"

درود شریف

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اے اللہ رحم نازل فرما حضرت محمد ؐ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی اور حضرت ابراھیم کے اور حضرت ابراھیم کی اولاد کے یقیناً تعریف کیا گیا بزرگ۔

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اے اللہ برکت بھیج حضرت محمد ؐ اور حضرت محمد کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت بھیجی حضرت ابراھیم اور حضرت ابراھیم کی آل پر یقیناً تو تعریف

کیا گیا ہے۔

بزرگوں کے مزار پر دعا اس طرح کی جائے

"اے میرے اللہ میں تمہارے سچے ولی یا بندے کے مزار پر کھڑا ہو کر دعا کرتا ہوں / کرتی ہوں (جو بھی دعا ہو) کہنے کے بعد کہ آپ اس ولی کے صدقہ میں میری دعا قبول فرمائیں۔"

****

کسی کے بدن پر ناسور ہو یا کوئی داغ دھبہ ہو تو ۴۱ بار دوا یا مرہم پر پڑھ کر پھونکیں اور پھر استعمال کریں۔ انشاء اللہ داغ دھبّہ ددور ہو جائے گا۔

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۔ (پارہ آیت سورۃ البقرۃ)

گردے اور پتے کی پتری دور کرنے کے لئے ۴۱ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس وقت تک پلائیں جب تک کامیابی نہ ہو۔

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ O (پارہ نمبر ۱ آیت نمبر ۷۴ سورہ البقرۃ)

ہر قسم کی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے ۷ یا ۱۱ دفعہ جس جگہ تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھیں اور تھتھلادیں۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O (پارہ نمبر ۷ آیت نمبر ۱۷ سورۃ الانعام)

دل کی بیماری اور گھبراہٹ دور کرنے کے لئے ۴۱ بار پانی پر دم کر کے پیئیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O (سورۃ الرعد پارہ نمبر ۱۳ آیت نمبر ۲۸)

جس کی اولاد کا رشتہ نہ ہوتا ہو وہ اٹھتے بیٹھتے وہ اس کا ورد جاری رکھے۔
اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ O
(پارہ نمبر ۲۰ آیت نمبر ۶۲ سورۃ النمل)

اگر میاں بیوی میں اختلاف ہے آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ۹۹ دفعہ کسی مٹھاس پر (۳) دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ O (پارہ نمبر ۲۱ آیت نمبر ۲۱ سورۃ روم)